سلفی عقائد پر مشتمل 1161ھ میں لکھی گئی مستند کتاب

# رسالہ نجاتیہ
## در
# عقائد حدیثیہ


المحدث الشيخ العلامة المجتهد الإمام

**محمد فاخر الہ آبادی** رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۲۰-۱۱۶۴ھ



ترجمہ

امام محمد نواب صِدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۷ھ)

شیخ الحدیث محمد اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۲۳ھ)

تحقیق وشرح

محمد ابراهیم بن بشیر الحُسینوی

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

تقدیم

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ






سلافی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE

سلفی عقائد پر مشتمل 1161ھ میں لکھی گئی مستند کتاب

# رسالہ نجاتیہ
## در
# عقائد حدیثیہ

المحدث الشيخ العلامة المجتهد الإمام

محمد فاخر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۲۰-۱۱۶۴ھ

ترجمہ

امام محمد نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۷ھ)

شیخ الحدیث محمد اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۲۳ھ)

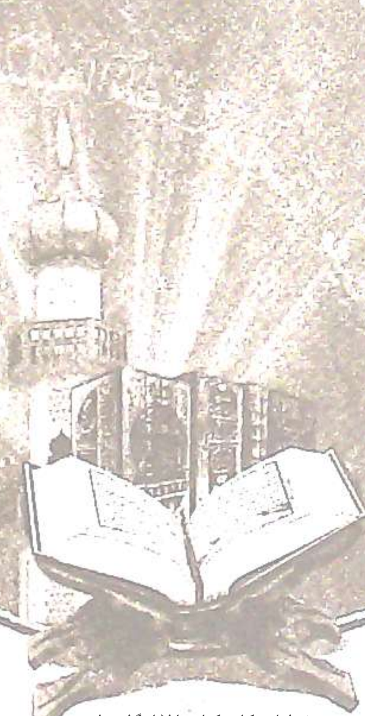
تحقیق و شرح

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری

تقدیم

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ




سلفی
Salafi
CO RESEARCH INSTITUTE

# رسالہ نجاتیہ
در
# عقائد حدیثیہ

المحدث الشیخ العلامة المجتهد الإمام
محمد فاخر الٰہ آبادی رحمہ اللہ
۱۱۲۰-۱۱۶۴ھ

اشاعت ............................ جنوری 2016

ناشر

سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

**United Kingdom**
Suite M0162
265-269 Kingston Road
Wimbledon, London
SW19 3NW
Mob: +447497261845

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187

Salafi RESEARCH INSTITUTE

ڈسٹری بیوٹر =
کتاب سرائے
الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37320318



Email: Info@salafiri.com Web: www.salafiri.com

# فہرست

# مقدمہ

## از

## فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

"رسالہ نجاتیہ در عقائد حدیثیہ" بارہویں صدی ہجری (۱۱۶۱ھ) کی لکھی ہوئی تالیف ہے۔ اس کے مؤلف اپنے وقت کے ایک محقق عالم دین، محدث اور نہایت فاضل سلفی بزرگ تھے، مولانا محمد فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔

اصل کتاب فارسی میں تھی جو اس وقت ہندوستان میں عام تھی۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر کم و بیش ڈیڑھ صدی قبل مجدد العلوم نواب والاجاہ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے اس کا خلاصہ نما اردو میں ترجمہ کیا تھا۔

اس کا دوسرا مکمل ترجمہ مخدومی محترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کی خواہش پر، جو مآثر سلف کے احیاء کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے، استاذی محترم حافظ محمد اسحاق شیخ الحدیث دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور، (متوفی ۱۴۲۳ھ) نے کیا تھا اور المکتبۃ السلفیۃ① لاہور نے شائع کیا تھا۔

اب اردو ایڈیشن کی یہ تیسری اشاعت ہے جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس رسالے کی تحقیق و شرح بھی کر دی گئی ہے۔

① بلکہ جمعیت اہل حدیث لاہور نے شائع کیا تھا۔ ادارہ

یوں یہ نہایت فاضلانہ کتاب مزید محقق اور مشرح (خوب مدلل اور واضح) ہوگئی ہے۔

تحقیق وشرح کا یہ محنت طلب کام دو فاضل شخصیتوں کا مرہونِ منت ہے۔مولانا محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی دوسرے ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہما اللہ ہیں۔

ان کا عزم ہے کہ اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شایع کیا جائے۔وفقھم اللہ

یہ رسالہ سلفی عقائد کی وضاحت میں، جو عقائد قرآن و حدیث ہی ہیں، گو مختصر ہے مگر بغایت مفید اور ''بقامت کہتر، بقیمت بہتر'' کا مصداق ہے۔

اللہ تعالی فاضل محققین او رادارے کے دیگر رفقاء اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالے کو گمراہی کی دلدل میں پھنسے ہوئے عوام وخواص کی صحیح رہنمائی کا ذریعہ اور آخرت میں سرخروئی کا باعث بنائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

حافظ صلاح الدین یوسف لاہور

شاداب کالونی۔علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو

۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء

# مقدمہ

عقیدہ توحید عظیم ترین نعمت ہے جس کو یہ نعمت مل گئی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگیا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی اپنی قوموں کو ایک ہی دعوت تھی کہ تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾. (الانبیاء:۲۵)

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا، اس پر یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے تم سب میری عبادت کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ نے مکہ والوں کو سب سے پہلا خطاب ''عقیدہ توحید'' کے موضوع پر کیا تھا اس تاریخی خطبہ کے الفاظ یہ تھے:

«يَآ اَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا لا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا» .

''اے لوگو! کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔'' ①

اور یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ②

---

① مسند أحمد:(۱/ ٤٩٢)اس حدیث کو امام حاکم (۱/۱۵) اور ابن حبان (۶۵۶۲) نے صحیح کہا ہے۔

② صحيح البخاري:(٥٩٦٧)

عقیدہ توحید کا تعلق صرف اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ ہے اس لیے جو انسان اپنے خالق و مالک کی ذات کے ساتھ انصاف نہیں کرے گا وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا، افسوس کہ لوگ اس عظیم مسئلہ میں دھوکہ میں ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو شرک جیسی لعنت میں پھنسا رکھا ہے مسئلہ توحید کی حقیقت اس سے سمجھنی آسان ہے کہ ایک موقع پر مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کی غرض سے یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کرلیا کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے معبود کی پوجا کرلیا کریں !!!یہ کس قدر خطرناک پیشکش تھی آج بے شمار لوگ افہام وتفہیم کی وجہ سے ہی شرک کی وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں...... کفار کی اس پیشکش کے جواب میں اللہ تعالی نے یہ جواب دیا اور یہی جواب ہر مسلمان کو دینا چاہیے۔

﴿قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ * لاَ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ * وَلاَ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ * وَلاَ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ * وَلاَ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ * لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾(الکافرون:١۔ ٦)

"اے نبی ! کہہ دیجیے اے کافرو!۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔"

اس سورت میں اللہ تعالی نے کس قدر واضح الفاظ میں مسئلہ توحید سمجھایا ہے کہ کسی کی باتوں میں آکر عقیدہ توحید کے منافی کام نہیں کرنا بلکہ ہر صورت میں توحید کو لازم پکڑنا ہے۔

عقیدہ توحید کے مسائل کو سمجھنا نہایت ضروری ہے ورنہ انسان شرک کی دلدل میں پھنس جائے گا اور دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھے گا کیوں کہ توحید ہے تو سب کچھ ہے توحید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اسلام میں عقیدہ ہی وہ معیار ہے جس سے کسی کا ایمان ماپا جا سکتا ہے کہ وہ ٹھیک ہے یا غلط۔ اسی لیے اہل علم نے عقیدہ پر بہت اہمیت دی ہے۔ اس کی توضیح کرنا، اس کی شرح کرنا، اس کی طرف دعوت دینا اور اس کا دفاع کرنا اہل علم پر فرض ہے۔ سلف سے خلف تک عقیدہ کے موضوع پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر ہماری اس شرح رسالہ نجاتیہ میں ہے۔

رسالہ نجاتیہ اور اس کے مصنف کو دو طرح کی خصوصیات حاصل ہیں:

ا۔ یہ خالص عقیدہ کی کتاب ہے جو سلف کے منہج پر فارسی میں لکھی گئی تھی۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ اکثر جاہل اور متعصب مقلد کی زبانوں سے سنا جاتا ہے کہ اہل حدیث اور سلفی ایک سو سال پرانی ایک جدید فکر ہے جو کہ ملکہ وکٹوریہ کی وجہ سے سامنے آئی ہے۔ شیخ فاخر الہ آبادی جن کے اس رسالے سے سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ سلفی و اہل حدیث فکر، منہج و مذہب بارہویں صدی میں معروف اور وجود میں تھا یعنی آج سے ۲۷۵ سال قبل، حقیقت میں سلفی فکر کی ابتداء وحی الٰہی کے شروع ہونے سے ہی ہو چکی تھی کیونکہ اس فکر کا منہج وحی الٰہی (قرآن و حدیث) ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ شیخ فاخر نہ تو کسی مذہب کے پابند تھے اور نہ ہی کسی امام کے مقلد تھے بلکہ خالص کتاب و سنت پر گامزن تھے۔ بلکہ شیخ فاخر کے دور میں آج کے برصغیر کے مشہور و معروف فرقوں کا نام و نشان تو کیا وجود بھی نہیں تھا۔

الزام ان پر لگایا تو قصور اپنا نکل آیا

قرآن وحدیث کے مطابق عقیدہ توحید پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں۔
مسئلہ توحید پر ایک اہم کتاب امام محمد فاخر زائر الہ آبادی ﷫ نے تقریباً ۱۱۶۱ھ میں ’’رسالہ نجاتیہ در عقائد حدیثیہ‘‘ کے نام سے تالیف کی۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں والحمدلله علی ذلك۔ اس موقع پر راقم سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی لجنہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب شائع ہوئی۔

آخر میں ادارے کے مدیر ہمارے فاضل بھائی، محقق شہیر، محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی ﷾ کا نہایت شکرگزار ہوں جنھوں نے دن رات ایک کر کے رسالہ نجاتیہ پر میرے ساتھ کام کر کے اس کتاب کو دوچاند کر دیا۔ اور وہ ادارے کے تمام امور کو مکمل یکسوئی اور محنت سے سرانجام دے رہے ہیں اور ادارہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ہم ان کے اپنے اور لجنہ کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے بہت ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے اور ان کے نیک اعمال کا وزن بھاری فرمائے۔ آمین۔

انسانی کام میں خطا کا امکان لازم ہے لہٰذا اس کتاب میں جو بھی غلطی دیکھے ہمیں اس سے مطلع کرے ادارہ اس کا ممنون ہوگا۔

اے ہمارے پروردگار! تو ہماری اس حقیر سی کاوش کو قبول فرما اسے سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی لجنہ، ہمارے والدین واساتذہ کرام اور تمام معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین۔

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری
رئیس: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ
برمنگھم، انگلینڈ۔ ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ

# سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

مسلمان کے پاس سب سے پہلے عقیدۂ توحید کا ہونا بہت ہی ضروری ہے کیونکہ تمام اعمال و عبادات کی بنیاد اسی پر ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں سب سے زیادہ توحید پر زور دیا گیا ہے، توحید کی اہمیت کے پیش نظر سلف صالحین، محدثین عظام نے ہر دور میں مختلف انداز میں عقیدۂ توحید پر کتب لکھیں۔

سلف وخلف کی نادر کتب کو شایع کرنا ایک انتہائی اہم قدم ہے۔ جو رسوخ ان محدثین کو تھا وہ اب نہیں رہا۔ جس احسن انداز میں وہ بات سمجھاتے تھے وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس رسالے کو شایع کیوں کیا گیا؟ برصغیر میں بعض لوگوں نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ سلفی حضرات سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۳۲۰ھ) سے شروع ہوئے ہیں حالانکہ یہ کس قدر کمزور بات ہے، امام محمد فاخر زائر رحمہ اللہ نے ۱۱۶۱ھ میں یہ کتاب لکھی۔ اس میں سلفیوں کے عقیدے کو واضح کیا اور پکار پکار کر انھوں نے قرآن وحدیث کی صاف اور شفاف دعوت کو اپنے دور کے لوگوں پر پیش کیا۔ ہم یہاں تک کہنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جس میں سلفیوں کا وجود نہ ہو اور سلفیوں کی دعوت عام نہ ہو رہی ہو کیونکہ ان کا عقیدہ و منہج قرآن وحدیث ہے۔ والحمدللہ

## اسلوبِ تحقیق وشرح:

۱۔ اصل کتاب فارسی میں تھی۔اس کا پہلا ترجمہ امام نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے کیا تھا لیکن یہ ترجمہ مکمل نہیں تھا بلکہ کتاب کا خلاصہ تھا، دوسرا ترجمہ شیخ الحدیث محمد اسحاق حسینوی رحمہ اللہ نے کیا تھا جو مکمل تھا، ہم نے دونوں ترجموں کو ایک ترجمہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ کتاب میں اکثر چیزیں مجمل بیان کی گئی تھیں ہم نے ان کی شرح وتحقیق کر دی ہے۔

۳۔شرح میں قرآن وحدیث کے علاوہ سلف صالحین کے اقوال سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔

۴۔کتاب کے شروع میں امام محمد فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ کے مفصل حالات لکھ دیئے ہیں، اس عظیم شخصیت کے مفصل حالات صرف یہاں ہی آپ کو ملیں گے ان شاء اللہ۔

۵۔ راقم سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ برمنگھم، انگلینڈ کی لجنہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے، جن کی مسلسل محنت سے یہ ادارہ قائم ہوا۔لجنہ کی ٹیم ان باہمت افراد پر مشتمل ہے ڈاکٹر ابورمیثہ تیمور افضل، ابوحبان کامران مالک، ابو عالیہ اعجاز مالک،عمران بن طارق حفظہم اللہ

۶۔ آخر میں کتاب وسنت کی محبت سے سرشار محترم جناب ڈاکٹر ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہ اللہ سرپرست ادارہ ہٰذا کا ممنون ہوں، جن کے تعاون اور سرپرستی کی وجہ سے سلفی عقائد ومنہج کی نادر کتاب ''رسالہ نجاتیہ درعقائد حدیثیہ'' کا احیاءِ عمل میں آیا۔اللہ تعالی ہمارے ادارے کو مزید ترقی عطافرمائے، اور اسے اپنے تمام اہداف میں کامیاب کرے۔انھیں اور دیگر تمام معاونین کو

جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔آمین
**نوٹ:** یہ بات باعث مسرت ہوگی کہ ادارے کی ہر کتاب بیک وقت اردو، انگلش اور دیگر زبانوں میں بھی شایع ہوا کرے گی۔ان شاء اللہ

محمد ابراهيم بن بشير الحسينوى
مدیر سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ
رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل اہل حدیث سٹی قصور
حسین خانوالا ہٹھاڑ، قصور، پاکستان
۱۵ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ

# المحدث الشیخ العلامۃ المجتهد الإمام
# محمد فاخر زائر الٰہ آبادی رحمہ اللہ
# کے حالات

۱۱۲۰ھ......۱۱۶۴ھ

# نام ونسب اور خاندان

نام: محمد فاخر
تخلص: زائر
والد کا نام: شیخ محمد یحیٰ المعروف شیخ خوب اللہ الہ آبادی
مکمل نام: الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد فاخر بن محمد یحیٰ بن محمد آمین السلفی العباسی الالہ آبادی۔① شیخ محمد فاخر ۱۱۲۰ھ میں الہ آباد انڈیا میں پیدا ہوئے تھے۔

## آپ کے خاندان کے اہل علم کا مختصر تعارف:

۱۔ آپ کے والد محترم شیخ محمد یحیٰ الہ آبادی رحمہ اللہ

یہ بہت بڑے عالم دین تھے، صاحب مآثر الکرام ان کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''بحر مواج علوم شریعت وطریقت بود'' علم شریعت اور علم سلوک کا ایک لہریں مارنے والا سمندر تھے، متعدد رسائل وکتب کے مصنف تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے:

۱۔ شیخ محمد طاہر ۲۔ شیخ محمد فاخر ۳۔ شیخ شاہ محمد حاصر افصالی

حسن اتفاق سے باپ اور بیٹوں کو شعروشاعری بہت پسند تھی۔

۲۔ آپ کے نانا محترم شیخ محمد افضل الہ آبادی رحمہ اللہ: ان کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

① اتحاف النبلاء: (ص۸٤)، انتقاد الرجیح (ص:۸٤)، تقصار جنود الأحرا: (ص:۱۵۳)، نزھة الخواطر: (٦/ ۳٤۹)

۳۔ آپ کے بھائی: شیخ محمد طاہر الہ آبادی رحمہ اللہ اہل علم تھے ان کے حالات کی تفصیلات دستیاب نہیں ہوسکیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام فاخر رحمہ اللہ کا خاندان علم دوست تھا اور علم کی شمع ہر طرف روشنی بکھیر رہی تھی۔ امام فاخر نے صغرسنی ہی سے اپنے والد، اپنے نانا، اور اپنے بڑے بھائی سے خوب استفادہ کیا۔ خاندان کے علمی ماحول کی وجہ سے آپ علم کی معراج کو جلد ہی پہنچ گئے۔

## ابتدائی تعلیم:

شیخ فاخر نے اپنے خاندان کے اہل علم ہی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

## شیخ محمد حیات سندھی (۱۱۶۳ھ) رحمہ اللہ سے علم حدیث حاصل کیا:

امام فاخر رحمہ اللہ نے ۱۱۴۹ھ میں سفر حرمین کیا۔ وہاں مدینہ نبویہ میں شیخ محمد حیات سندھی رحمہ اللہ (۱۱۶۳ھ) سے علم حدیث حاصل کیا۔ اس وقت علامہ غلام علی آزاد بلگرامی ان کے ہم جماعت تھے۔ اور ان سے صحیحین پڑھیں اور کسی حد تک سوچ تبدیل ہوئی آپ نے علم حدیث میں رسوخ حاصل کیا اور آپ کو حدیث سے والہانہ محبت ہوگئی پھر ساری زندگی قرآن و حدیث ہی پڑھتے رہے۔ اور یہ بات سچ ہے کہ لاکھوں لوگوں کے عقائد حرمین کے شیوخ کی محنت کی وجہ سے درست ہوتے ہیں۔ والحمدللہ

## آزاد بلگرامی رحمہ اللہ کی شاگردی میں:

امام فاخر نے آزاد بلگرامی سے پڑھا اور بطور فائدہ عرض ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ان سے پڑھا ہے۔ یعنی دونوں کے ایک ہی استاد تھے لیکن زمانۂ طالب علمی الگ الگ تھا۔①

① سرور آزاد: (ص:۲۱۸، ۲۱۲)، اتحاف النبلاء: (ص:۴۰۶-۴۰۷)، معارف: (۲۲/ ۳۳۹)

## حرمین شریفین میں قیام:

امام فاخر رحمہ اللہ کو حرمین شریفین سے ایک خاص محبت تھی اسی کے نتیجے میں دینی علوم میں پختگی کی غرض سے آپ کئی سال وہاں ٹھہرے۔اس دوران میں آپ نے دو حج کیے، پھر جب ہندوستان واپس پہنچے تو ۱۱۵۴ھ میں تیسرے حج کے لیے دوبارہ سفر کیا سورت کے قریب مرہٹوں نے پکڑ لیا، کتابوں کے سوا تمام سامان لوٹ لیا، پھر انھوں نے شیخ کا اس قدر احترام کیا کہ اپنی سواری دے کر انہیں شہر سورت پہنچا دیا۔ پھر شیخ ۱۱۵۶ھ میں یہیں سے حرمین کی طرف روانہ ہوئے، یہ جہاز بھی تباہ ہوگیا لیکن شیخ فاخر بندر رخا میں چند روز قیام فرما کر اسی سال خیریت سے حجاز پہنچ گئے اور ۱۱۵۹ھ میں وطن واپس آ گئے۔ اور اپنے ساتھ صحیح مسلم کا ایک نسخہ لائے، جس کی کاپی مولانا روح الامین خان (۱۱۵۱ھ )نے کی اور یہ ابھی تک حبیب گنج کی لائبریری میں محفوظ ہے۔①

## تلامذہ:

مروجہ علم کو حاصل کرنے کے بعد آپ مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور طلبہ کو دینی علوم بڑی محنت سے پڑھاتے رہے۔

شیخ فاخر رحمہ اللہ نوجوانی کے ایام میں ہی محدث معروف تھے اور کتنی خلق خدا ان سے فائدہ اٹھاتی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرزا مظہر جان جاناں نے شیخ ثناء اللہ پانی پتی کو پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پاس پڑھنے کے لیے بھیجا تھا اس کے بعد مرزا مظہر نے انھیں شیخ محمد فاخر کے پاس حدیث اور علوم حدیث پڑھنے کے لیے بھیجا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد فاخر اپنے دور کے ممتاز عالم دین اور عظیم محدث تھے۔ انھیں حدیث اور علوم حدیث پر مکمل عبور

① معارف: (۲۳/ ۹۱۔ ۹۲)

تھا، افسوس کہ ان کے تلامذہ کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے جن شاگردوں کا ذکر خیر ملتاہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱۔ شاہ قطب الدین (۱۱۸۷ھ)

۲۔ شاہ محمد اجمل (۱۲۳٦ھ)

یہ دونوں شیخ فاخر کے بیٹے تھے۔

۳۔ مولانا ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ)

پانی پتی صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں میرے جنازہ کی نماز میں تکبیر اولی کے بعد سورۃ فاتحہ بھی پڑھی جائے۔ ①

۴۔ مرتضی بلگرامی (الزبیدی) (۱۲۰۵ھ)

۵۔ مولانا غلام حیدر خان کاکوری اوران کے بڑے بھائی

٦۔ مولانا غلام صفدر خان ②

۷۔ شیخ ابواسحاق لہراوی (۱۲۳۴ھ)

۸۔ شیخ محمد ناصح۔

ابواسحاق لہراوی نے براہ راست شیخ فاخر سے بھی پڑھا اوران کے شاگرد شیخ محمد ناصح سے بھی پڑھا۔

شیخ لہراوی نے ”نورالعینین فی اثبات رفع الیدین“ لکھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے شیخ لہراوی نے اپنے استاد محترم شیخ فاخر کی کتاب قرۃ العین ہی پر اضافے کیے ہوں گے جس کا نام انھوں نے نورالعینین رکھا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے یہ ان کی اپنی ذاتی تصنیف ہو۔ واللہ أعلم

---

① وصیت نامہ مطبوعہ درمجموعہ وصایا اربعہ: (ص:۱٤٦).

② دیکھیے: مشاہیر کاکوری (ص:۳۰۰).

کہا جاتا تھا کہ حق گوئی و بے باکی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا عمر کا ایک بڑا حصہ آپ نے اتباع سنت اور حدیث کی دعوت و ترویج میں گزارا تھا۔ آپ ﷫ اپنے رسالہ «نور العينين في إثبات رفع اليدين» میں ایک مقام پر فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر لی تو مجھے امام ابوحنیفہ، امام سفیان الثوری اور امام الزہری کے اقوال کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے۔①

## آپ کی وصیت:

آپ قرآن وحدیث پر سختی سے کاربند تھے اس لیے قبر پرستی سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ آپ نے وفات سے پہلے وصیت کی کہ مجھے شیخ عبداللطیف قدس سرہ کے پڑوس میں دفنایا جائے۔ وجہ یہ بیان کی کہ مشائخ برھان پور میں وہ بڑے پابند شرع بزرگ گزرے ہیں اور صرف ان ہی کی قبر پر گور پرستی وغیرہ بد رسمیں عمل میں نہیں لائی جاتیں لہٰذا یہی جگہ مجھے مرغوب ہے۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق شیخ عبدالطیف ﷫ کے پہلو میں انھیں دفن کیا گیا۔

## مقام و مرتبہ:

امام فاخر مجتہد تھے، ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہلحدیث تھے، کسی کے مقلد نہیں تھے اور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ وہ بلا مبالغہ مجتہد تھے۔ جیسے مولنا عبدالحی الحسنی کے قول سے آگے آرہا ہے۔

اللہ تعالی نے شیخ فاخر ﷫ کو بہت بلند مقام و مرتبہ سے نوازا تھا۔ امام نواب صدیق حسن خان ﷫ لکھتے ہیں:

«رسالة نجاتية للشيخ الفاضل المحدث محمد فاخر

---

① تراجم علماء حدیث: (ص:۱۰)، تذکرہ علماء مبارکپور: (ص:۹۵)

المتخلص بزائر الالہ آبادی» . ①

نیز ایک جگہ پر نواب صاحب لکھتے ہیں: انھوں نے دیگر مثنوی پیر پرستی اور قبر پرستی کے رد میں لکھے اور وہ قرآن وسنت کی ترغیب دیتے تھے اور آپ کی توثیق و عدالت کے لیے حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور پیر غلام علی آزاد کافی ہیں جنھوں نے ہر حیثیت سے آپ کے کمال، حسن عمل اور وسیع علم کی شہادت دی۔ ②

امام نواب رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں: یعنی وہ رحمہ اللہ سرزمین ہند میں ائمہ متبعین سنت کے امام اور اکابر علماء مشاہیر میں شیخ الشیوخ کا درجہ رکھتے تھے۔ ③

شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مصنف کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف توحید و سنت کے بے خوف داعی تھے وہ مروجہ جمود وتقلید پر بے لاگ تنقید فرماتے ہیں، جس میں بسا اوقات تلخی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اس وقت کے دانشور..... مزاج علماء ان کا بے حد احترام فرماتے ہیں، مآثر الکرام میں مولانا آزاد بلگرامی (۱۱۹۴ھ) نے اس کا تذکرہ فرمایا ہے، مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ میں نے بڑے بڑے آدمیوں کو دیکھا۔ گیارہ سو سال کے بعد شیخ محمد فاخر کو دیکھا، میں نے ان کو کتاب وسنت کے موافق پایا۔" ④

نیز لکھتے ہیں:

---

① اتحاف النبلاء: (ص:٨٤)، نیز دیکھیں: انتقاد الرجیح: (ص:٨٤)، تقصار جنود الأحرار من تذکار جنود الابرار: (ص:١١٥).

② نفح الطیب

③ تقصار جنود الاحرار (ص:١١٥).

④ مآثر الکرام فی تذکرة علماء بلگرام: (٢/ ٢١٨).

''بڑے بڑے باکمال میرے سامنے احترام سے پیش آتے تھے، لیکن شیخ فاخر کے پاس میں بہت ہی ارزاں رہا۔'' ①

نیز لکھتے ہیں:

''مرزا مظہر جان جاناں اپنی عادت کے خلاف مولانا فاخر الہ آبادی کی ملاقات کے لیے خود جایا کرتے تھے۔'' ②

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ حضرت علامہ فاخر کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

«الشيخ الأستاذ محمد فاخر المحدث رحمه الله يكره ذلك (المسجد عند القبر) مستدلا بما عند مسلم رحمه الله عن أبى الهياج» . ③

''علامہ استاد محمد فاخر محدث قبر کے پاس مسجد بنانا ابوالہیاج کی حدیث کی بنا پر ناپسند کرتے تھے۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ مسلک کے لحاظ سے انصاف پسند اور غیر جامد حنفی تھے لیکن شیخ محمد فاخر جیسے اہل حدیث کا کس احترام سے ذکر فرمایا ہے، پھر ان کی رائے سے اختلاف بھی پورے احترام سے کیا اس سے ظاہر ہے کہ آج کل (بعض حضرات) اپنے اکابر کی روش کو چھوڑ چکے ہیں جو اہل حدیث کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ④

مولانا عبدالحی الحسنی نے لکھا ہے:

① مآثر الکرام: (٢/ ٢١٨).
② مآثر الکرام: (٢/ ٢١٨).
③ تفسیر مظهری: (٦/ ٢٣).
④ مقدمه نورالسنة: (ص:٥، ٦).

«الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد فاخر بن محمد یحیی بن محمد آمین السلفی العباسی الالٰه آبادی، أحد العلماء المشهورین» ①.

نیز لکھتے ہیں:

''تمام لوگ ان کی ثناء اور ان کے شمائل کی مدح پر متفق تھے اس باب میں وہ مرجع تصور کئے جاتے تھے وہ کسی مذہب کے پابند نہ تھے اور نہ دینی امور میں کسی کی تقلید کرتے تھے بلکہ کتاب وسنت کی نصوص پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے اور اس کے اہل بھی تھے۔'' ②

## شیخ صاحب کی شاعری اور علم حدیث:

شیخ محمد فاخر زائر عربی اور فارسی شعر سخن میں بہت زیادہ دسترس رکھتے تھے۔ ان کا دیوان بھی ہے جس کا خلاصہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے «نفح الطیب» اور «الروض الخصیب» وغیرہ میں دیا ہے۔

ان کے اشعار میں قرآن وحدیث کی اتباع پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے بطور نمونہ چند اشعار کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں علم حدیث سے کس قدر محبت تھی وہ بڑے احسن انداز میں جگہ جگہ رائے اور باطل قیاس کی دھجیاں اڑاتے دکھائی دیتے ہیں۔

ان کے کلام کا ترجمہ پیش خدمت ہے فرماتے ہیں:

''زائر تمام علم وعمل حدیث سے ماخوذ ہے، بے چارے کے پاس اس کے سوا اور رکھا ہی کیا ہے۔

① نزهة الخواطر: (٦/ ٣٤٩).

② نزهة الخواطر: (٦/ ٣٥٠).

اے زائر جس دن سے رسول کریم ﷺ کی حدیث سے تعلق اور لگاؤ پیدا ہوا ہے اس دن سے لوگوں کی رائے اور قیاس سے میرا دل بے زار ہو گیا ہے۔

جو حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ کر رائے و قیاس کے پیچھے دوڑا۔ اللہ گواہ ہے کہ وہ ایمان سے بے خبر ہے۔

سنت رسول ﷺ کے بغیر کوئی سیدھا راستہ نہیں ہے، اہل رائے کے طریقے سے ہمیں سخت نفرت ہے۔"

سنت کو چھوڑ دینے والوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"اللہ کی قسم ! جو رائے و قیاس کے مقابلے میں حدیث کو رد کرتا ہے اس کے بے ہودہ دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

ہم اہل حدیث ہیں، دغا بازی اور دھوکہ فریب سے واقف نہیں ہیں، ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے مذہب میں مکر وفریب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے سے نزع کے وقت خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ امید ہے کہ انتقال کے وقت سنت رسول ﷺ ہی سے میری دستگیری ہوگی اور قیامت کے دن حدیث ہی کام آئے گی۔

قیامت کے دن رائے و قیاس کے متعلق سوال نہیں ہوگا، یہی حدیث وہاں کام آئے گی۔"

کتب حدیث سے محبت کا اظہار اس انداز مین کرتے ہیں:

"اگر دوسرے لوگوں کے حصہ میں رائے و قیاس سے بھری ہوئی کتابیں آئی ہیں، تو زائر کا دل تو کتب حدیث کے بغیر کسی چیز میں فرحت و شادمانی

محسوس نہیں کرتا۔

اے زائر سرور دو عالم! کے فرمان پر عمل کر، اور دوسروں سے الگ ہو جا،

کیونکہ یہی عین ایمان ہے۔" ①

## علامہ آزاد بلگرامی (۱۱۹۴ھ) کا امام فاخر کو خراج تحسین:

علامہ بلگرامی صاحب نے امام فاخر کی وفات پر فارسی میں ایک بہت عمدہ مگر پر تاثیر خراج تحسین پیش کیا اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ شیخ کا تخلص زائر اور نام محمد فاخر ہے، شیخ محمد یحییٰ کے فرزند سعادت مند اور شیخ محمد افضل الہ آبادی کے نواسے ہیں:

«فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ» .

"ہم نے ایک تیسرے کے ذریعے انھیں تقویت عطا کی۔"

کے مصداق اپنے دونوں بزرگوں کی مسند کی زینت بنے اور پاکیزہ ننھیال ددوھیال آسمان جیسی بلند شاخ ثابت ہوئے، پاکیزہ خصائل اور بلند صفات تھے۔ انتہی ②

## علوم وفنون کے ماہر:

امام فاخر تمام علوم وفنون کے ماہر تھے۔ اپنے معاصرین میں سے تمام علوم نقلیہ اور عقلیہ میں سبقت رکھتے تھے، اور یہی حال اکثر متقدمین کا بھی تھا، شیخ فاخر زیادہ عبور حدیث اور علوم حدیث میں رکھتے تھے اور فقہی مسائل میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔

---

① نفح الطيب من ذكر المنزل والحبيب بحوالہ کاروان سلف حصہ سوم (ص:٦٥۔ ٦٦).

② سرور آزاد بحوالہ نفح الطیب: (ص:٧٠۔ ٧٢)

## تالیفات کا تعارف:

امام فاخر رحمہ اللہ نے کافی کتب لکھیں، جو دستیاب ہوسکیں ان کا تعارف پیش خدمت ہے۔

١۔ رسالہ نجاتیہ درعقائد حدیثیہ
٢۔ نور السنة
٣۔ قرة العين در اثبات رفع اليدين
٤۔ نظم سفر السعادة (علامہ فیروز آبادی کی سفرالسعادۃ کی نظم ہے)
٥۔ مثنوی در تعریف علم حدیث
٦۔ فارسی دیوان ①

مولانا عبدالحی الحسنی نے ان کتب کا اضافہ کیا ہے:

٧۔ دُرَّة التحقيق فی نصرة الصديق
٨۔ منظومة مدح اهل الحديث ①

## رسالہ نجاتیہ:

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا مکمل نام ''رسالہ نجاتیہ درعقائد حدیثیہ'' ہے بعض اہل علم نے اس کا نام '' رسالہ نجاتیہ درعقائد اثریہ'' نقل کیا ہے۔ یہ کتاب اس وقت لکھی گئی جب امام فاخر بنگلہ (چٹاگنگ) میں ٹھہرے اس دوران میں انھوں نے یہ رسالہ اپنی وفات کے تین یا چار سال پہلے لکھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا عبدالغنی البقی دیخ پورہ بنگال کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں سلفی منہج وعقیدہ پر مشتمل ہے یہ امام فاخر کی آخری تصنیف تھی۔

① اتحاف النبلاء :(٨٤، ٤٠٦).
② نزهة الخواطر: (٦/ ٣٥٠).

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ سب سے پہلے اس کتاب کا فارسی سے اردو ترجمہ امام نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے کیا تھا اور اس میں اختصار سے کام لیا پھر اپنی کتاب «المعتقد المنتقد» مطبع الانصاری دہلی ۱۳۰۵ھ میں شائع کیا نیز انھوں نے مکمل کتاب کو اپنی فارسی کتاب «النهج القبول من شرائع الرسول» کے شروع میں بھی شائع کیا تھا۔

## نور السنة :

اس کتاب میں قرآن و حدیث کے مطابق نماز کا طریقہ لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"کتاب اس قابل ہے کہ اہل حدیث کے ابتدائی مدارس میں اسے بچوں کو پڑھایا جائے۔"①

## قرة العين

اس کتاب میں مصنف نے نماز میں رفع الیدین کے مسئلہ پر فارسی اشعار میں محدثانہ بحث کی ہے۔ رفع الیدین کا اثبات کیا ہے اور عدم رفع الیدین کے کمزور دلائل کا رد کیا ہے۔

## امام فاخر رحمہ اللہ کے معاصرین:

کسی بھی شخصیت کی زندگی کا ایک اہم پہلو اس کے معاصرین ہیں۔

وہ زمانہ جس میں امام فاخر نے قرآن وحدیث کا کھل کر پرچار کیا اس دور میں آپ کے معاصرین درج ذیل ہیں: یاد رہے کہ امام فاخر کی پیدائش ۱۱۲۰ھ اور وفات ۱۱۶۴ کو ہوئی۔

---

① مقدمه نور السنة: (ص:٦).

| | |
|---|---|
| شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | (۱۱۱۴ـ۱۱۷۶ھ) |
| محمد حیات سندھی | (۱۱۶۳ھ) |
| قاضی ثناء اللہ پانی پتی | (۱۱۴۵ـ۱۲۲۵ھ) |
| ابوالحسن سندھی | (۱۱۳۸ھ) |
| عبداللہ بن سالم البصری | (۱۱۳۴ھ) |
| ابراہیم الکردی | (۱۱۴۵ھ) |
| مرتضی الزبیدی بلگرامی | (۱۱۴۵ـ۱۲۰۵ھ) |
| امام محمد بن عبدالوہاب | (۱۱۱۵ھ......۱۲۰۶ھ) |
| عبدالغنی نابلسی | (۱۱۴۳ھ) |
| ابن کنان مؤرخ | (۱۱۵۳ھ) |
| العجلونی | (۱۱۶۲ھ) |
| صنعانی | (۱۱۸۲ھ) |
| سفارینی | (۱۱۸۸ھ) |

شاہ فاخر کو شاہ ولی اللہ سے معاصرت کا تعلق تھا یعنی ان دونوں کا زمانہ ایک تھا۔ آپ کی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے ملاقات بھی ہوئی۔ ایک واقعہ ان کے حالات میں ملتا ہے کہ ایک جگہ شیخ فاخر نے آمین بالجہر کہی۔ اس پر لوگوں نے فتنہ کھڑا کر دیا تو فاخر رحمہ اللہ نے کہا کہ تم اپنا کوئی بڑا مولوی میرے پاس لاؤ۔ میں اس سے بات کرتا ہوں تو لوگ آپ کو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے پاس لے گئے۔ سوال کے جواب میں شاہ ولی اللہ نے کہا کہ آمین اونچی آواز میں کہنا بھی ثابت ہے۔ لوگوں نے یہ جواب سنا اور چلے گئے۔ اس پر شیخ فاخر نے شاہ ولی اللہ سے کہا کہ آپ حدیث کا علم رکھتے ہیں تو پھر کھلتے کیوں نہیں؟ اس پر شاہ ولی اللہ نے کہا کہ اگر میں کھل چکا

ہوتا تو آپ کو کیسے بچاتا؟①

اس کا یہ مطلب ہے کہ شیخ فاخر جرات مند انسان تھے، نڈر اور بے باک تھے۔

## وفات:

۱۱۶۴ھ میں زیارت حرمین کے لیے تیار ہوئے اور بعارضہ سرسام بیمار ہوگئے، ابھی شہر برہان پور پہنچے تھے کہ پیغام اجل آگیا اور آپ ۴۴ سال کی عمر میں ۱۱ ذوالحجہ ۱۱۶۴ھ کو انتقال فرما گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

آپ کی وفات پر مولانا آزاد بلگرامی رحمہ اللہ نے بڑے درد بھرے انداز میں افسوس کا اظہار کیا۔②

---

① تقصار جنود الأحرار

② دیکھیے: مآثر الکرام: ۲/ ۲۱۸

سلفی عقائد پر مشتمل 1161ھ میں لکھی گئی مستند کتاب

# رسالہ نجاتیہ در عقائد حدیثیہ

المحدث الشیخ العلامہ المجتہد الإمام
محمد فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ
۱۱۲۰ـ۱۱۶۴ھ

**ترجمہ**

امام محمد نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ)
شیخ الحدیث محمد اسحاق حسینوی رحمہ اللہ (۱۴۲۳ھ)

**تحقیق وشرح**

محمد ابراھیم بن بشیر الحسینوی
ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

طالب نجات کے لیے لازم ہے کہ پہلے کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے اور اس بارے میں کسی کے قول وفعل کی طرف قطعاً توجہ نہ کرے۔ (ا)

---

(ا) قرآن وحدیث میں اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ﴾.

''تم اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمھاری طرف نازل کی گئی ہے اور تم اس کے علاوہ اپنے دوستوں کی پیروی نہ کرو۔'' (الاعراف:٣)

نیز دیکھیں: (آل عمران:٣٢، النساء:٥٩، الانفال:٢٠، النور:٥٤، محمد:٣٣)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خبردار مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ (حدیث بھی دی گئی ہے)۔'' ①

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے:

«فالسنة تفسر القرآن و تبينه و تدل عليه و تعبر عنه».

''سنت قرآن کی تفسیر وتبیین کرتی ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تعبیر کرتی ہے۔ ②

حسن بن عطیہ (١٢٠ھ) فرماتے ہیں:

''جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر سنت کے ساتھ نازل ہوتے تھے جس طرح قرآن کو لے کر آتے تھے۔'' ③

---

① صحيح۔ سنن أبی داود: (٤٦٠٥)، سنن الترمذی: (٢٦٦٣).

② عقیده واسطیه (ص:٣٠٥) مع شرح ابن عثیمین.

③ الشرح والإبانة على أصول السنة والديانة لابن بطة: (ص: ١٢٨)، مجموع الفتاوى: (٥/٣٦٦).

مگر یہی چیز اس زمانے میں بہت مشکل ہے۔اس لیے کہ اہل دنیا کی عقلیں علوم فلاسفہ اور آراء متکلمین میں اس قدر منہمک ہیں کہ کوئی شخص بھی کتاب عزیز اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف سر اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہے۔(۲) بلکہ ان ہر دو روشن ترین حجتوں کو بے کار سمجھ رکھا ہے، الٹا قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے والوں کو سنت سے بیگانہ خیال کیا جاتا ہے۔(۳)

و إلى الله المشتكى، ثم إلى الله المشتكى.

---

یحییٰ بن ابی کثیر (۱۲۹ھ) نے کہا:

''سنت قرآن پر قاضی ہے یعنی سنت قرآن کریم کی مجمل چیزوں کی وضاحت کرتی ہے۔''①

(۲)۔امام البربہاری کہتے ہیں:

''جان لو اللہ تم پر رحم کرے کہ دین اللہ کی جانب سے ہے۔ یہ لوگوں کی عقل اور آراء پر قائم نہیں کیا۔ گیا اس کا علم اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہے۔تم ذرا بھی اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ تم دین سے دور جا گرو گے اور اسلام سے نکل جاؤ گے۔ پھر تمہارے لیے کوئی حجت نہیں ہوگی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت کو بیان کر دیا اور صحابہ نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔''②

(۳)۔امام ابن ابی حاتم نے کہا:

''اہل بدعت نے اہل سنت کے مختلف نام رکھے ہیں، جیسے کہ زنادقہ اہل سنت کو حسویہ کہتے ہیں، جھمیہ انھیں مشبھہ، قدریہ انھیں مجبرہ اور مرجئہ انھیں مخالفہ کہتے ہیں۔''③

---

① سنن الدارمي:(١/ ١٤٤)، الشرح والابانه، (ص: ١٢٨).

② شرح السنة:(ص: ٥).

③ أصل السنه وأعتقاد الدين: (رقم:٤١-٤٤).

لیکن جب کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو جائے تو پھر کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی بھی شریعت الٰہی سے فروتر ہے، اللہ تعالی نے ہمیں کتاب وسنت کے مفہوم ومنطوق کے مطابق ایمان لانے کا مکلّف ٹھہرایا ہے دوسری کسی چیز کی پیروی کا ہم سے ہرگز مطالبہ نہیں کیا۔ (۴)

---

(۴) مؤلف یہاں تقلید کا رد کر رہے ہیں، ویسے غور کیا جائے تو تقلید اور اتباع قرآن و حدیث میں تقابل کرنے سے بات جلدی سمجھ آجائے گی۔ مثلاً

۱۔قرآن وحدیث منزل من اللہ ہے اور ائمہ کے اقوال ان کی اپنی آراء ہیں۔

۲۔قرآن وحدیث میں کوئی غلطی نہیں لیکن ائمہ کے اقوال میں بے شمار غلطیاں ہیں۔

۳۔اگر ائمہ کی تقلید ہی کرنی تھی تو قرآن وحدیث کیوں نازل کیا گیا؟

۴۔قرآن وحدیث جنت کی ضمانت ہے لیکن تقلید اس کی ضمانت نہیں دیتی۔

۵۔اتباع قرآن وحدیث پر ہزاروں دلائل موجود ہیں لیکن تقلید کو لازم پکڑنے پر ایک بھی دلیل نہیں۔

۶۔مومن کے لیے قرآن وحدیث کافی ہے لیکن غیر مومن قرآن وحدیث کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ وہ تقلید سے محبت اور غلو کرتا ہے اور قرآن وحدیث سے نفرت کرتا ہے۔ أستغفر الله

مولانا سرفراز خاں صفدر صاحب لکھتے ہیں: کوئی بدبخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے مخالف اگر قرآن وحدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں، لا شک فیہ (اس میں کوئی شک نہیں)۔ ①

---

① الکلام المفید، ص:۳۱۰.

## اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان:

سلف صالحین، صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین اوران کے تلامذہ (۵) کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اوراس کی صفات اسی طرح ہیں جس طرح کہ خود اس نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔

---

مگر افسوس ایسی تقلید کے اثرات علماء کرام تک میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:
مولانا محمود الحسن صاحب خیار مجلس (البیعان بالخیار ما لم یتفرقا) کے مسئلہ میں لکھتے ہیں:

«الحق والإنصاف أن الترجيح للشافعي في هذه المسئلة و نحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة» .

''حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے۔''①

تقلید کے رد پر ''نتائج التقلید از حکیم اشرف سندھو رحمہ اللہ'' ایک اہم کتاب ہے۔

(۵) امام سجزی کہتے ہیں:

''ائمہ کا اتفاق ہے کہ صفات باری تعالیٰ توقیفی ہیں۔''②

امام آجری کہتے ہیں:

''تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اہل حق اللہ تعالیٰ کی ویسے ہی صفات بیان کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات بذات خود بیان کی ہیں یا وہ صفات رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہیں۔''③

امام ولید بن مسلم کہتے ہیں:

---

① تقریر ترمذی: (ص:۳۹).

② الرد على من أنكر الحرف والصوت : (ص:۱۲۱).

③ الشريعة: (ص:۲۹۱).

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اسے اسی کے ساتھ موصوف سمجھیں۔ اور جس چیز سے اس نے اپنے آپ کو پاک کہا ہے ہم اس کو اس سے پاک ومنزہ ہی خیال کریں۔ اس نے اپنے لیے جو صفات ثابت کی ہیں وہ ثابت ہیں اور جن کی نفی کی ہے ان کو ہرگز اس کی طرف منسوب نہ کریں۔ غرض اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات

---

''میں نے اوزاعی، مالک، سفیان ثوری اور لیث بن سعد سے صفات باری تعالیٰ کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہم انھیں اسی طرح جاری رکھیں گے جس طرح وارد ہوئی ہیں۔'' ①

ایک آدمی نے امام مالک سے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طہٰ:۵) کے متعلق سوال کیا؟ اس کے جواب میں امام مالک نے کہا کہ کیفیت کا ہمیں علم نہیں اور استواء معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت کے بارے سوال کرنا بدعت ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو گمراہ نہ ہو، پھر آپ نے حکم دیا کہ اس آدمی کو مجلس سے نکال دیا جائے۔ ②

امام ابن خزیمہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع وبصر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''سمع اور رویت کا اثبات ہم ویسے ہی کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں سمع وبصر ثابت کیا ہے اور جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سمیع بصیر نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سمیع وبصیر ہونے کا انکار کر رہا ہے گویا وہ اس ذات کی عبادت کر رہا ہے جو سمیع وبصیر خالق کے علاوہ ہے۔'' ③

---

① الصفات للدارقطني: (٦٧)

② الرد على الجهمية للدارمي: (١٠٤)

③ التوحيد لابن خزيمة: (١٠٦/١)۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الاحتجاج بالآثار السلفية على إثبات الصفات الإلٰهية والرد على المفوضة والمشبهة والجهمية للشيخ عادل آل حمدان: (ص ٧٧۔٩٩).

یا نفی میں کتاب وسنت کی اقتدا لازم ہے۔ (٦)

وہ ایک ہے، ازل سے ابد تک موجود ہے، جملہ صفاتِ کمال کے ساتھ

---

(٦) اثباتی صفات میں سے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ . (البقرہ:٢٣١)

اسی طرح مزید فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ . (الحج:٧٥)

اور دیگر اثباتی صفات کتاب میں آگے آرہی ہیں۔ اور وہ صفات جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی کی ہے جیسے:

﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ . (البقرة:٢٥٥)

''اللہ تعالیٰ کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔''

﴿وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ﴾(ق:٣٨)

''اور ہم کو تھکاوٹ نہیں پہنچتی۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اس کے لائق بھی نہیں ہے۔''①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔''②

نفی کی صفات کا قانون یہ ہے کہ جس میں نقص کی نفی ہو اور غیر کی مثل ہونے سے نفی کی جائے۔①

یاد رہے کہ اثباتی صفات میں کمالات کا اثبات ہوتا ہے اور صفات سلبیہ میں نقائص کی نفی ہوتی ہے۔

---

① صحيح مسلم:(٣٦٤).

② صحيح بخاری: (٧٤٠٧).

متصف ہے۔ اسے کھانے پینے کی حاجت نہیں، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ (۷) وہ حکیم ہے، جو کچھ کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے، وہ جو چاہے سو کرے۔ اس کے تمام کمالات بالفعل ہیں قدیم ہیں۔ (۸) اور صفات قدیمہ حیات، علم، ارادہ، تکوین، کلام، سمع، بصر اور قدرت اس کے ساتھ قائم بالذات ہیں۔

## سمع و بصر دو مستقل صفات ہیں:

قرآن کریم کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کے علاوہ سمع اور بصر اللہ تعالیٰ کی دو الگ مستقل صفتیں ہیں اس لیے سمیع کا معنی علیم بالمسموعات، بصیر کا معنی بصیر بالمبصرات کرنا قرآن وحدیث کی تحریف ہے کیوں کہ جس سے سمع وبصر کی نفی ہوگی اس کو سمیع وبصیر نہیں کہہ سکتے اور اس معنی کی قباحت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ (۹)

---

(۷) سورۃ الإخلاص

(۸) یعنی ازلی ہیں اللہ تعالیٰ ازل سے ہے اس کی صفات بھی ازل سے ہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفات کا ذکر قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر آیا ہے مثلاً (الحج:٦١، ٧٥، لقمان:٢٨، المجادلہ:١) اسی طرح احادیث میں بھی ان دو عظیم صفتوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ ان دونوں صفات کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے، امام ابن بطہ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو ان دو صفات کی تاویل کرتے ہیں۔ ②

امام دارمی نے ان صفات کی تنقیص کرنے والے پر بڑا زوردار رد کیا ہے۔ ③

---

① منهاج السنة: (٢/ ١٨٧).

② الإبانة: (٣/ ٣١٩).

③ نقض الدارمي: (١/ ٣٠١-٣١٠).

## اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کا بیان:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے لیے حرف اورآواز نہیں ہے۔ یہ بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور اس کا بے حرف وآواز کلام کرنا سمجھ میں نہیں آتا جس طرح انسان سے تمام اعضاء جدا کردیے جائیں تو اسے انسان نہیں سمجھا جاتا۔قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق ہے (۱۰)

---

اور ابوبکر باقلانی کہتے ہیں:

''ان صفات کا انکار کرنے والے سے پوچھا جائے گا کہ کیا اللہ تعالی زندہ ہے تو وہ جواب ہاں میں دے گا پھر اس کو کہا جائے گا کہ جب زندگی ہے تو سمع و بصر کیوں نہیں ...... یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔''①

(۱۰) اللہ تعالی کی صفت کلام ثابت ہے اور قرآن مجید کلام اللہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ . (النساء:١٦٤)

''اور اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے بات کی۔''

وائل بن داود نے کہا:

''یہ گفتگو بالمشافہ کئی بار ہوئی تھی۔''②

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اللہ تعالی کا موسیٰ علیہ السلام سے بات کرنے کا ذکر ہے۔

---

① تمهيد الأوائل فی تلخیص الدلائل (ص:٤٦) . نیز دیکھیے: شرح السنة للبربهاری: (ص:٧٧۔ ٨٥)، عقیده واسطیه: (ص:٣٤)، أصل السنه واعتقاد الدین: (ص:٨٥)، الإبانه: (ص:١٦٤) اور شیخ نواب صدیق حسن خان نے شیخ فاخر کی اس عبارت کا عربی میں ترجمہ کر کے نقل کیا ہے۔ الانتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد الصحیح لنواب صدیق حسن خان: (ص:٤٥۔ ٤٦) .

② السنة لعبدالله بن أحمد بن حنبل : (ص:٥٣٠) .

مثلاً (الاعراف:۱۴۳، طہٰ:۱۱۔۱۳) بلکہ سورۂ طہٰ میں ہے:

﴿فَلَمَّا اَتَاهَا نُوْدِیَ یَا مُوْسٰی﴾. (طه:۱۱)

''پس جب موسیٰ علیہ السلام وادی طویٰ میں آئے تو پکارا گیا اے موسیٰ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَقُولُ اللَّهُ:يَا آدَمُ! فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، فَيُنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ».

''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک، پھر وہ آواز کے ساتھ پکارے گا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد سے جہنم کا لشکر نکال۔'' ①

پکار حرف اور صوت کے ساتھ ہوتی ہے ورنہ پکارنا ممکن ہی نہیں۔ ②

اللہ تعالیٰ نے (النحل:۱۰۳) میں مشرکین مکہ کے جواب میں قرآن مجید کے متعلق فرمایا: ﴿لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴾۔ یہ واضح عربی زبان ہے۔ اور زبان حرف اور صوت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ ③

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو۔ (البقرہ:۳۴) اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ روز قیامت اپنے بندوں سے بھی کلام کریں گے۔ (القصص:۶۲) بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ». ④

---

① صحيح بخاري:(٧٤٨٣)، صحيح مسلم:(٢٢٢).

② مجموع الفتاوى لابن تيميه: (١٢/ ٣٠).

③ مجموع الفتاوى لابن تيميه: (١٢/ ١٢٣).

④ صحيح بخاري: (٦٥٣٩)، صحيح مسلم:(١٠١٦).

''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ (روز قیامت) تمہارا رب کلام کرے گا اس کے اوراس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔''

کلام کی کیفیت کے متعلق ہم وہی کہیں گے جو سلف نے کہا: «کما یلیق بشأنه» اللہ تعالی اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ کلام میں صوت و حرف کا وجود تسلیم کیا جائے گا۔ تفصیل کے لیے «خلق أفعال العباد» لإمام البخاری، لمعة الاعتقاد (ص:۲۲) کا مطالعہ کریں۔ نیز امام سجزی (۴۴۴ھ) نے اس مسئلہ پر دو مستقل کتابیں «رسالة السجزی إلی أهل زبید فی الرد علی من أنکر الحرف والصوت» اور «الإبانة فی مسئلة القرآن» لکھیں۔ امام ابن قدامہ نے «الصراط المستقیم فی إثبات الحرف القدیم» لکھی۔

امام بربہاری کہتے ہیں:

'' قرآن اللہ تعالی کا اتارا ہوا کلام اوراس کا نور ہے وہ مخلوق نہیں ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کی ذات سے ہے، وہ مخلوق نہیں ہے۔ یہی بات امام مالک بن انس، امام احمد بن حنبل اوران سے پہلے اور بعد کے فقہاء نے کی ہے۔ اس میں بحث کرنا کفر ہے۔''①

امام مالک نے کہا: ''قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔''②

امام احمد سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے تو انھوں نے کہا کہ وہ کافر ہے۔③

---

① شرح السنة: (رقم:١٦).

② شرح أصول الاعتقاد: (رقم:٤١٤).

③ شرح أصول: (رقم:٤٤٩). نیز دیکھیں: شرح عقیده طحاویه: (١٦٨-١٨٨)، التبصیر فی معالم الدین للطبری: (١٩٩)، التوحید لابن خزیمة: (ص:١٣٦- ١٦٥)، الأسماء والصفات للبیهقی: (ص:٩٩- ٢٣٣)، الاعتقاد للبیهقی: (٢٠٩٤)، الشریعة للآجری: (ص:٧٥- ٩٦)، الرد علی الجهمیة: (ص:١٣٢-١٧٠)، =

اسی کی طرف سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا۔ (۱۱) اس کے لفظ اور معنی اللہ کی طرف سے ہیں۔ (۱۲)

---

(۱۱) امام سفیان ثوری نے اسی کی مثل کہا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں، اسی کی طرف سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔①

اس سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ قرب قیامت جب لوگ قرآن مجید کو بالکل چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ اچانک ایک ہی رات میں اٹھا لے گا۔ لوگ صبح اٹھیں گے تو قرآن مجید ان کے پاس نہیں ہوگا نہ ان کے گھروں میں ہوگا اور نہ ہی ان کے سینوں میں۔ یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔② یہ اس وقت ہوگا جب بیت اللہ کو گرا دیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن ازروئے وصف اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹے گا یعنی اللہ کے سوا کسی کو بھی اس کے ساتھ موصوف نہیں کیا جائے گا، متکلم بالقرآن اللہ تعالیٰ خود ہوگا اور وہی اس کے ساتھ موصوف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔③

(۱۲) اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ﴾ . (الانعام:١٥٥)

''اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے یہ خیر وبرکت والی کتاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ﴾ . (الاسراء:٨٢)

---

= شرح أصول الاعتقاد: (٢/ ٢٦٢ـ ٣١٢)، الرد على بشر المريسي: (ص:٤٦٤)، مختصر الصواعق المرسلة: (٢/ ٢٣٢ـ ٢٧٧)، شرح السنة للمزني: (ص:٥١)، اعتقاد أهل السنة لإسماعيلي: (ص:١٩ـ ٨٥).

① شرح أصول الاعتقاد: (١/ ١٥١).

② مجمع الزوائد: (٧/ ٣٣٠) حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، فتح الباری: (١٢/٣٠)۔

③ الزناد فى شرح لمعة الاعتقاد: (ص:٥٠)، شرح عقيدة واسطية لابن عثيمين (ص:٢٨٢)، شرح لامية :(١٦).

جبریل علیہ السلام صرف ناقل ہیں۔ (۱۳) اور محمد ﷺ اس کے مبلغ ہیں، اس مقدس کلام کا جو حرف یا جو جملہ مخلوق کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اللہ کا کلام ہے جو فی الواقع جبرائیل علیہ السلام نے سنا ہے اور بالیقین محمد ﷺ پر اتارا ہے۔ جو شخص اسے فرشتے یا کسی انسان کا کلام کہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اپنے کلام کرنے کا طریقہ اللہ ہی جانتا ہے اور اس کی کیفیت اسی کے علم کے سپرد ہے۔ تعالی الله أن یکون شبیها بمخلوقاته فی شیء من ذاته و صفاته. یعنی: اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات میں مخلوقات کے مشابہ ہونا محال ہے۔ (۱۴)

---

"اور ہم اتارتے ہیں قرآن جو شفا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ۔۔۔﴾. (الحشر:۲)

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے......"

(۱۳) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾. (النحل:۱۰۲)

"کہہ دیجیے اس کو روح القدس (جبریل علیہ السلام) نے تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اتارا ہے۔"

(۱۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾. (الشوری:۱۱)

امام وکیع بن جراح نے کہا:

"جس نے دعوی کیا کہ قرآن مخلوق ہے گویا اس نے دعویٰ کیا کہ اللہ کا کچھ حصہ بھی مخلوق ہے، ان سے پوچھا گیا کیسے؟ تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

﴿وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ﴾. (السجدہ:۱۳)

"اور لیکن بات میری طرف سے ثابت ہو چکی ہے۔"

## کیا کلام کرنے کے لیے اللہ تعالی گلے اور زبان کا محتاج ہے؟

کلام کرنے کے طریقے کو اسی طریقے میں جو حیوانات میں جاری ہے منحصر سمجھنا درست نہیں ہے۔ اس خیال محال نے بہت سے لوگوں کو تاویل پر مجبور کیا ہے اور ساحل نجات سے دور لے جا کر گرداب اضطراب میں غرق کر دیا ہے۔ صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جو کچھ کتاب وسنت میں آیا ہے بلا چون و چراں اس پر ایمان لایا جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں کنکروں، پتھروں اور درختوں کے کلام کرنے اور تسبیح پڑھنے میں تکلم کا معروف طریقہ استعمال نہیں کیا گیا تو اگر اللہ تعالی جو ہر چیز پر قادر ہے، اس معروف طریقے سے بے نیاز ہو کر کلام کرے تو اس میں کون سا استحالہ لازم آتا ہے اور جس کلام نفسی (۱۵) کا

اور کچھ بھی اللہ سے مخلوق نہیں۔'' ①

امام ابن ابی حاتم نے کہا:

''ہر لحاظ سے قرآن اللہ کا کلام ہے غیر مخلوق ہے۔'' ②

(۱۵) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نفس میں کلام کی ہے۔ یہ غلط نظریہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کیا۔ اور اللہ اپنی مشیت کے مطابق کلام کرتا ہے۔

امام ابونصر سجزی نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ سلف صالحین میں کلام کے حرف اور صوت پر مشتمل ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں تھا سب سے پہلے اس مسئلے میں اختلاف ابن کلاب اور ان کے کچھ پیروکاروں نے کیا۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی

① شرح أصول الاعتقاد: (۲/ ۲۱۹)، السنة لعبدالله بن أحمد بن حنبل (۲/ ۱۸)، صريح السنة للطبرى: (۲٦)، الشريعة للآجرى: (ص:۷۵)، كتاب الاعتقاد للقاضى أبى يعلى: (ص:۲٤۔ ۲۵)

② أصل السنة: (رقم:۲).

اشاعرہ (١٦) کی کتابوں میں تذکرہ ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بو تک موجود

---

کہا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا سوائے اشاعرہ کے۔ ①

(١٦) اشاعرہ کا تعارف کرواتے ہوئے امام نواب صدیق حسن خان ؒ لکھتے ہیں:

''اس گروہ کے لوگ امام ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہیں جو دس واسطوں سے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کے فرزند ہیں۔ خراسان اور عراق وغیرہ میں انھیں کے عقائد کا رواج ہے۔'' ②

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ لکھتے ہیں:

''اشعریہ کا عقیدہ صفات باری تعالی کے بارہ میں مذہب تعطیل کو مستلزم ہے، جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نہ عالم کے اندر ہے اور نہ باہر۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے پورے کلام کا ایک ہی معنی ہے جس کی رو سے آیۃ الکرسی اور آیۃ الدَّین (وہ آیت جس میں قرض کے مسائل بیان ہوئے ہیں) اور توراۃ و انجیل سب کا ایک ہی معنی ہے۔ یہ عقیدہ باطل ہے۔'' ③

نیز لکھتے ہیں:

''اشعریہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو اللہ تعالی کی صفات خبریہ کی نفی کرتے ہیں، البتہ اشاعرہ میں سے وہ لوگ جو کتاب الدیانۃ جو کہ ابوالحسن اشعری کی آخر عمر کی تالیف ہے جس کے مخالف یا مناقض ان کا کوئی مقالہ منظر عام پر نہیں آیا، کی بات کرتے ہیں، ان کا یقینی طور پر اہل السنہ میں شمار ہوگا۔'' ④

شیخ الاسلام ثانی حافظ ابن قیم ؒ لکھتے ہیں:

---

① الرد علی من أنکر الحرف والصوت: (ص:٨٩)، مجموع الفتاوی: (٦/ ٥٢٨).

② مجموعة رسائل عقيدة: (٣/ ١٢٨).

③ مجموع الفتاوی: (٦/ ٣١٠).

④ مجموع الفتاوی: (٦/ ٣٥٩).

نہیں ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کی صفت علم کے مابین بجز فرق اعتباری کے تمیز کرنا مشکل ہے۔ (۱۷)

## استواء کا بیان:

اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش بریں پر بلند ہے عرش اور اس کے نیچے کی جملہ کائنات کو اللہ تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو رائی کے دانے کو ایک انسان

---

"جان لو کہ اشاعرہ کا منہج اہل السنہ کے منہج کے الٹ ہے۔ کھلی آنکھوں سے دیکھنے والا اس حقیقت کو بخوبی جانتا ہے۔ بصیرت کے اندھوں پر تعجب ہے کہ وہ مقلد کو صاحب دلیل قرار دیتے ہیں اور وہ بلا غور وفکر اور بلا دلیل مقلد کو تقلید کی وجہ سے دوسروں سے بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ دونوں وحیوں (قرآن وحدیث) سے بالکل اندھے ہیں، کیونکہ وہ ان کا معنی سمجھنے سے قاصر ہیں، اس طرح کے ہدایت سے محروم انسان پر تعجب ہے۔"①

**نوٹ:** اشاعرہ اور جہمیہ کی تاویلات باطلہ تقریباً ایک ہی طرح کی ہیں۔②

امام دارمی رحمہ اللہ نے ان کی باطل تاویلوں کے رد پر ایک زبردست کتاب (رد عثمان بن سعید علی الکاذب العنید فیما افتری علی الله فی التوحید) لکھی ہے۔

اشاعرہ کے رد پر درج ذیل کتب سے بھی رہنمائی لی جاسکتی ہے۔

أم البراهين، منهج الأشاعرة فى العقيدة، الرد على الأشاعرة والمعتزلة، نیز دیکھیں: ہمارا رسالہ الفرق بين السلفيين والأشاعرة فى صفات الرحمن بينهما برزخ لا يبغيان.

(۱۷) اللہ تعالیٰ کی صفت کلام پر ماقبل صفحات میں تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

---

① قصیده نونیه: (ص:۳۱۲).

② الفتاوى الحمويه الكبرى: (ص:۲۵٤ـ ۲٦۰).

سے ہو سکتی ہے جو اسے اپنے ہاتھ میں لے لے، اس کا علم بلند اور پست ہر قسم کی موجودات کو محیط ہے، جو کچھ ہو چکا یا جو آئندہ ہوگا سب اس کے احاطہ میں ہے۔ عرش پر اللہ تعالیٰ کے استواء کا ذکر قرآن مجید میں سات جگہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾.(طه:٥)

''وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔''

یہ بھی فرمایا ہے:

﴿اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾.(الطلاق:١٢)

''اللہ نے ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔''

اس مضمون کا بھی قرآن میں کئی جگہ ذکر ہوا ہے دراصل بات یہ ہے کہ جس چیز کا ثبوت قرآن میں مل جائے اس کا اعتقاد رکھنا صحیح ہے اور اس کی تاویل کرنا یا اسے اپنے ظاہری معنوں سے ہٹانا درست نہیں ہے۔

## قرآن مجید میں استواء کا ثبوت:

قرآن مجید کی ذیل آیات مسئلہ استواء پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾. (الفاطر ١٠)

''اسی کی طرف ہر پاکیزہ بات چڑھتی ہے۔''

﴿رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾. (آل عمران: ٥٥)

''تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔''

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ . (النساء:١٥٨)

''بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔''

﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ﴾. (المعارج:٤)

''فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔''

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ﴾.(السجدة:٥)

''وہ آسمان سے زمین تک (ہر) معاملے کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ (معاملہ) اس کی طرف اوپر جاتا ہے۔''

﴿يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾. (النحل:٥٠)

وہ اپنے رب سے، جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں۔''

﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾.(الزمر:١)

''اس کتاب کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

﴿ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾. (الملك:١٦)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے۔''

جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرا اللہ آسمان پر ہے تو فرعون کی طرف سے بطورِ اعتراض اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے:

﴿يَا هَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَاذِبًا﴾.(المؤمن:٣٦، ٣٧)

''اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا شاید کہ میں ان دروازوں تک پہنچ جاؤں جو آسمانوں کے دراوزے ہیں اور موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اور بے شک میں سمجھتا کہ وہ جھوٹا ہے۔'' (١٨)

---

(١٨) شیخ العرب والعجم امام بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ (١٤١٦ھ) نے اپنی کتاب (توحید خالص) میں اس مسئلہ پر بہت اچھی بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے الحمدللہ ہمارے ادارے نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے

اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علو کے ثبوت میں قرآن مجید میں اس سے بھی زیادہ دلائل مل سکتے ہیں۔ (۱۹) جو اس بات پر نص یا ظاہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی تمام مخلوقات سے اس طرح جدا اور الگ ہے جس طرح کہ اس کی ذاتِ اقدس کے لائق ہے۔ ہاں اگر اس جیسی نص یا ظاہر اس کے خلاف آجائے تو انکار نہیں ہو سکتا ودونه خرط القتاد، اللہ کا فرمان: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اس کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ مماثلت یا جمیع وجوہ سے مراد جس طرح اہل سنت کا مذہب ہے۔ (۲۰)

---

کے لیے ہماری ویب سائٹ www.salafiri.com کا وزٹ کریں اگر سلف صالحین کی کتب میں اسی مسئلہ کو دیکھنا ہو تو اس اہم مسئلہ کی تفصیل درج ذیل حوالہ جات میں دیکھی جا سکتی ہے، أصول السنة للحميدى (مسند الحميدى: (۲/ ٥٤٧)، إثبات صفات العلوم للمقدسى، اجتماع جيوش الاسلامية لابن قيم: (۱/ ۲۲۷-۵۵۸)، تلبيس الجهمية لابن تيميه، شرح أصول الاعتقاد: (۳/ ۳۸۷- ٤٠٢)، كتاب الصفات العلو للمقدسى: (۷۱-۷۷)، العلو للذهبى، مختصر الصواعق المرسلة لابن القيم: (۲/ ۱۲٦-۱٥۲)، شرح عقيده طحاويه: (ص:۲۸۲)، شرح السنة، (رقم:٥٠)، المنظومة الحاشيه، (رقم:۱۱)، الرد على الجهمية والزنادقة: (ص:١٤٢)، شرح أصول السنة لابن أبى زمنين: (ص:۸۸، ٦١١)، فصل فى اعتقاد بيان أهل الإيمان لأبى طاهر القرشى: (ص:٢٤)، وصية الامام أبى حنيفة النعمان: (ص:۳۸)، الإبانة؛ (ص:۹۷).

(۱۹) جن کی تفصیل شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی کتاب (توحید خالص) میں موجود ہے۔

(۲۰) امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یا اخص اوصاف میں جس طرح معتزلہ (۲۱)

''اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے مخلوق سے جدا ہے جیسے اس نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی زبان پر بغیر کیفیت کے بیان کیا ہے، وہ ہم سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔'' ①

(۲۱) معتزلہ کا تعارف: ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے ایک آدمی امام حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن ہے یا کافر؟ اسی دوران مجلس سے ایک آدمی جس کا نام واصل بن عطاء تھا، کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ وہ نہ مطلق کافر ہے اور نہ مطلق مومن...... یہ بات کہہ کر ایک ستون کی طرف کھڑا ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر امام حسن بصری نے کہا:

اعْتَزَلَنَا وَاصِلٌ .

''واصل ہم سے جدا ہو گیا۔''

اسی سے اس فرقے کا نام معتزلی پڑ گیا۔ ②

پھر اس کے ساتھ عمرو بن عبید مل گیا، اس باطل فرقے کے پھیلنے کی چند وجوہات تھیں۔

۱۔ بنو عباس کے بعض حکمرانوں نے معتزلیوں کی تائید کی۔ مامون، واثق اور واصل کے دور میں معتزلی کو پھلنے اور پھولنے کا خوب موقع ملا۔ انھوں نے اپنے باطل مذہب کی خوب ترویج کی اور اسی دور میں مسئلہ خلق قرآن بھی معرض وجود میں آیا جس میں خلق کثیر متاثر ہوئی اور مرد مجاہد امام اہل السنہ والجماعہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے۔ اس دور میں گویا وہ حکومتی مذہب بن گیا۔

۲۔ سلف، خوارج، مرجئہ اور معتزلہ کے درمیان مرتکب کبیرہ میں شدید اختلاف ہوا۔

۳۔ مامون نے قدیم یونانی فلسفہ کی کتب کے ترجمے کروائے۔ اس دور میں معتزلہ کو

① أصل السنة: (رقم:۷)، نیز دیکھیں: اعتقاد أهل السنة لإسماعيلي: (رقم:۲۳)، لمعة الاعتقاد: (رقم:۱۵).

② الملل والنحل: (۱/ ۵۲).

کا مذہب ہے۔(۲۲)

اور اس مماثلت کی دونوں صورتیں ناپید ہیں اور اس سے اللہ تعالی کے لیے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف متغیر ہونا بھی جو حدوث کی علامت ہے لازم نہیں آتا کیونکہ جس طرح دنیا کو ایجاد کرنے اور اس کا موجد کہلانے سے اس کے لیے تغیر نہیں ہوا ٹھیک اسی طرح عرش کو پیدا کرنے اور اس پر مستوی ہونے سے بھی کوئی تغیر نہیں ہوتا۔(۲۳)

## احادیث میں استواء کا ثبوت:

جس طرح قرآن میں وارد ہونے والی اللہ تعالی کی ہر صفت پر ایمان لانا

---

اس قدر عروج تھا کہ اچھے بھلے لوگ بھی ان کا عروج دیکھ کر معتزلہ کی حمایت کرنے لگے اور ان کو سچ سمجھنے لگے۔①

(۲۲) ابن ابی العز الحنفی لکھتے ہیں کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ تمام لوگ عادتاً جب دعا مانگتے ہیں تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے۔ وہ نہایت بے تابی کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے بلندی کی جہت کا قصد کرتے ہیں جس سے مراد ان کی اللہ کی ذات ہوتی ہے۔②

ابن ابی العز الحنفی نے بعض باطل تاویلوں کا خوبصورت جواب دیا ہے۔③

(۲۳) محمد بن مصعب نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے، اللہ تعالی کے دشمنوں کی طرح نہیں جو الحادی اور زندیق ہیں۔④

---

① المعتزلة و أصولهم الخمسة: (ص:۳۰۔۵۰)، المشابهة بين المعتزلة الاوائل والمعتزلة الجدد: ( ص:۵۔٦).

② شرح عقيده طحاويه (ص:۲۸۰) ط:المكتب الاسلامی بیروت .

③ دیکھیے: شرح عقيده طحاويه: (ص:۳۷۹۔۳۸۲).

④ كتاب الصفات للدارقطنی: ( رقم:٦٤).

ضروری ہے اسی طرح احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلاۃ والتحیۃ میں آنے والی ہر ہر صفت پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ احادیث نبویہ میں یہی حکم پایا جاتا ہے اس میں کسی طرح کی تحریف و تاویل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، صفات کے متعلق آنحضرت ﷺ سے بے شمار احادیث ثابت ہیں جن میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس لوح محفوظ کے حق میں آیا ہے کہ اس پر لکھا ہے:

«سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ».

''میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرگئی، پس یہ تحریر اس کے پاس عرش کے اوپر ہے۔'' ①

دوسری روایت میں عِنْدَهُ کی بجائے «مَوْضُوعٌ فَوقَ العَرشِ» آیا ہے۔ ایک روایت میں «مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ» کا لفظ وارد ہوا ہے۔

۲۔ معراج کے واقعے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں آیا ہے:

«دَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ وَتَدَلّٰی». ②

''اللہ جبار رب العزت آپ ﷺ کے قریب ہوا اور اترا۔''

اسی واقعہ میں یہ بھی ہے:

«قَالَ لَهُ مُوْسٰی اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ».

''آپ ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب ''تعالیٰ کی طرف پلٹ جاؤ۔''

یہ بھی ہے:

① صحیح البخاری: (۲۷۵۱)، صحیح مسلم: (۲۷۵۱).
② الفواد المنتقاۃ لابن أبی الفوارس: (۵٤) نیز دیکھیں: صحیح البخاری: (۵۷۰۰).

«فَعَلَى بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ».

''پس وہ اللہ کی طرف بلند ہوئے اور اس نے اپنی جگہ ٹھہر کر فرمایا۔''

متفق علیہ (بخاری و مسلم) میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے:

«أَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ». ①

''میں آسمان والے کا امین ہوں۔''

۳۔ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی سے سوال کیا:

«أَيْنَ اللّٰهُ؟ فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: أَنَّهَا مُؤْمِنَةٌ». ②

''اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمان میں، آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ مومنہ ہے۔''

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی بیوی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«زَوَّجَنِي اللّٰهُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ». ③

''اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے میرا نکاح (رسول اللہ ﷺ سے) کر دیا۔''

۵۔ ابوداود میں یوں منقول ہے:

«رَبُّنَا الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ». ④

''اے ہمارے آسمان میں موجود رب! تیرا نام پاکیزہ ہے۔''

۶۔ ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

---

① صحيح البخارى:(٦٩٨٤)، صحيح مسلم:(١٠٦٤).

② صحيح البخارى:(٤٠٩٤)، صحيح مسلم:(١٠٦٤).

③ صحيح، سنن أبى داود:(٤٩٤١)، سنن الترمذى: (١٩٢٤). شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاوی:۳/۱۳۹) نے اسے حسن کہا ہے۔

④ سنن أبى داود:(٣٨٩٢).

«ارْحَمُوْا مَنْ فِیْ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِیْ السَّمَاءِ» . ①

''تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

۷۔ مسند شافعی میں جمعہ کے فضائل کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

«هُوَ الْيَوْمُ الَّذِیْ اسْتَوٰی فِيْهِ رَبُّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَلَی الْعَرْشِ» . ②

''اور یہی ہے وہ دن جس میں تیرا رب تبارک وتعالیٰ عرش پر مستوی ہوا۔''

۸۔ ابن ماجہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«فَأَذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ» . ③

''ناگہاں رب تعالیٰ نے انھیں ان کے اوپر سے جھانکا۔''

۹۔ صحیح بخاری میں شفاعت کی بابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

«فَأَدْخُلُ عَلٰی رَبِّیْ وَهُوَ عَلٰی عَرْشِهِ» . ④

''میں اپنے رب تعالیٰ پر داخل ہوں گا جبکہ وہ اپنے عرش پر ہوگا۔''

بخاری میں بعض جگہ یہ الفاظ ہیں:

«فَأَسْتَاذِنُ عَلَی رَبِّی فِی دَارِهِ» . ⑤

''میں اپنے رب تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا جب وہ اپنے گھر میں ہوگا۔''

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرمانے کی حدیث بہت

---

① سنن الترمذی: (١٩٢٤)، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

② مسند الشافعی: (٣٠٨). اس کی سند میں ''ابراہیم بن محمد'' متروک راوی ہے۔

③ سنن ابن ماجه: (١٨٤). اس کی سند میں ''الفضل بن عیسیٰ الرقاشی'' راوی سخت ضعیف ہے۔

④ صحيح البخاری: (٧٠٠٢).

⑤ صحيح البخاری: (١٠٩٤)، صحيح مسلم: (٧٥٨).

مشہور ہے اور تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ یہ مسئلہ کہاں تک بیان کیا جائے؟ اس مسئلے میں اس قدر احادیث آئی ہیں کہ اس مختصر رسالے میں ان کا شمار کرنا بہت مشکل ہے۔ تفصیل مطولات میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان احادیث کی بہت بڑی تعداد کتاب العلو امام ذہبی، کتاب النزول و کتاب العرش امام ابن تیمیہ (۲۴) اور ان کے تلامذہ کی کتابوں میں آ گئی ہے، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور ان کے شاگردوں کے اقوال اس بارے میں ان گنت اور بے شمار ثابت ہیں مگر آیات قرآن واحادیث رسول ﷺ کی موجودگی میں ان کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس اللہ تعالی کی کتاب اور محمد ﷺ کی احادیث پر ایمان لانے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اس عقیدے سے سرِمو انحراف نہ کریں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے رنگ میں رنگ جائیں اور متاخرین اور دوسرے لوگوں کے اقوال و آراء کی طرف توجہ نہ کریں۔ (۲۵)

---

(۲۴) یہ کتب مطبوع ہیں اور عام متداول ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب اس مسئلے پر لکھی گئی ہیں۔

(۲۵) میں (امام نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ) کہتا ہوں: استواء کے مسئلے پر میری اردو کتاب «الاحتواء علی مسئلة الاستواء» اور عربی کتاب «الانتقاد الرجیح بشرح الاعتقاد الصحیح» میں کتاب وسنت کی روشنی میں اچھی خاصی بحث مذکور ہے، بہت سے دلائل اور ائمہ سلف کے ساتھ مرقوم ہے۔

صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور تلامذہ ائمہ کے اقوال اس کے بارے میں بڑی کثرت سے مروی ہیں۔ امام محمد بن حسن عطاس رحمہ اللہ کی تالیف «تنزیة الذات والصفات من درن الإلحاد والشهبات» میں کسی قدر وہ اقوال منقول ہیں، لیکن آیات واحادیث ان اقوال سے مستغنی اور بے پروا کر دیتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے:

«الصباح يغني المصباح».

## رویتِ باری تعالیٰ کا بیان:

قیامت کے دن ان آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار برحق ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ تعالی کی رویت میں بھی کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ ①

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رویت کسی مکان اور جہت میں نہیں ہوگی، شعاع کے اتصال اور رائی اور مرئی کے درمیان مسافت کے ذریعے بھی حاصل نہیں ہوگی

"صبح انسان کو ہر طرح کے چراغ سے بے پروا کر دیتی ہے۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ آسمان میں ہے نہ کہ زمین میں، اور خود امام صاحب نے فقہ اکبر میں فرمایا ہے: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں تو وہ کافر ہوگیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طه:٥)

"بے شک وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔"

اس کا عرش ساتوں آسمان کے اوپر ہے۔ شیخ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ نے کتاب ابانہ: (ص:١٠٥) میں اس عقیدے کی شرح کی ہے اور وہ اس کے قائل ہیں۔

شیخ عبدالقادرر جیلانی جو قطب الاولیاء ہیں، اسی عقیدے پر تھے۔ کتاب «غنیة الطالبین» میں، جو ان کی تحریرات مقدسہ میں سے ہے، انھوں نے اس اعتقاد کو بیان فرمایا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ایمان رکھتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ بال برابر بھی اس عقیدے سے تجاوز نہ کریں اور اس عقیدے کے لوگوں کے ہم رنگ ہو جائیں اور دوسروں کی آراء اور اہواء کی طرف نہ جھکیں۔

① صحيح بخاري: (١٣٤٧)، صحيح مسلم: (١٠١٦).

مگر کتاب وسنت اس سے خاموش ہیں۔ رویت باری تعالی کی احادیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

اورقرآن مجید کی آیت:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ * اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾(القيامة: ٢٢، ٢٣)

"اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔"

اس پرنص صریح اور دلیل قطعی ہے، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا اس پر اجماع ہے۔ (٢٦)

---

(٢٦) اس مسئلے پر بے شمار دلائل موجود ہیں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿عَلَى الْاَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ﴾ . (المطففين:٣٥)

"تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔"

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ . (يونس:٢٦)

"احسان کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور مزید کچھ اور بھی۔"

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ . (ق:٣٥)

"ان کے لیے اس میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے ہاں مزید کچھ اور بھی ہے۔"

مزید سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہے۔

امام دارقطنی نے الرؤية کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے اور عقیدے کی تمام کتب مثلاً (شرح السنة للالكائى:٤٩٩ ، الشريعه للآجرى: (ص:٢٥١)،

السنة لعبداللہ بن إمام أحمد: (١/ ٢٢٩) وغیرہم) میں محدثین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ نیز دیکھیں أصول السنة (رقم:١١، ١٧). امام احمد بن حنبل نے کہا کہ احادیث رویہ سب کی سب پر ایمان لانا (ضروری ہے) اگرچہ وہ لوگوں کو سمجھ نہ آئیں اور وہ انھیں سن کر حیران ہی کیوں نہ ہوں۔

امام ابوبکر المروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ان احادیث کے متعلق جن میں قیامت کو رویت باری تعالی کا ذکر ہے اور جہمیہ ان کا انکار کرتے ہیں ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے سوال کیا تو انھوں نے کہا وہ تمام احادیث صحیح ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ہم انھیں روایت کرتے ہیں جس طرح ہمارے پاس پہنچی ہیں۔'' ①

امام عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ نے کہا:

''اہل حق کا اجماع ہے اور اہل توحید کا اتفاق ہے اور وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کو آخرت میں دیکھا جائے گا جیسے اس نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔'' ②

محمد بن مصعب نے کہا:

''جس نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن ہم سے بات نہیں کریں گے اور نہ ہی اسے دیکھا جائے گا وہ کافر ہے۔'' ③

امام آجری نے اس مسئلے پر ایک کتاب «التصديق بنظر» کے نام سے لکھی ہے۔ نیز دیکھیں: أصول لاعتقاد: (٣/ ٤٧٠)، الاعتصام: (ص:٤٩٤)، نونیه: (٢/ ٥٦٧)، السنة لابن أبی عاصم: (١/ ١٩٣)، مجموع الفتاوی:

① طبقات الحنابلة: (١١٥٦).

② عقيدة عبدالغنی المقدسی: (ص:٥٨).

③ كتاب الصفات للدارقطنی: (رقم:٦٤).

## صفاتِ الٰہیہ میں جہمیہ کی گمراہی:

جہمیہ (۲۷) نے اللہ تعالیٰ کو ایسی صفات کے ساتھ متصف بتایا ہے جو عدم محض کے سوا کہیں نہیں پائی جاتیں، انھوں نے رویت، استوا اور تمام صفات کی نفی کی ہے۔ (اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل ورسوا کرے)۔

---

(۳/ ۱٤٤)، الإبانة: (ص:۲٤)، السنه لعبدالله بن أحمد: ۱/ ۲۹۹، التوحيد لابن خزيمة: ۱۷۸، لوامع الانوار للسفاريني: ۲/ ۲٤۰، شرح عقيده طحاويه ص:۲۱۰، تبصير فى معالم الدين ص:۲۱، المنظومة الحلية رقم:۸، وصية الامام أبى حنيفة النعمان ص: ۵۸-۵۹، فقه الأكبر ص:۱۹.

(۲۷) اس گروہ کا بانی جہم بن صفوان تھا اس کے مختصر حالات یہ ہیں اس کی کنیت ابومحرز الراسبی تھی۔اس نے سمرقند، خراسان میں پرورش پائی پھر ایک عرصہ ترمذ میں ٹھہرا یہ بدعتی اور گمراہ انسان تھا اس نے صفات کا انکار کیا اور خلق قرآن کا قائل تھا اور فرقہ جہمیہ کا بانی تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے اور ایمان صرف دل سے تصدیق کرنے کو مانتا تھا خواہ انسان زبان سے کفر ہی کرتا رہے۔اس گمراہ انسان کو سلم بن احوز نے ۱۲۸ھ کو مقام مرو پر اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس نے کہا کہ موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے کلام نہیں کیا۔ اس کے نظریات میں سے ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کا صرف وجود ہے اس کی کوئی صفت نہیں ہے اور وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالی تمام کائنات میں حلول کئے ہوئے ہے، ظاہر ہے کہ یہ نظریہ عیسائیوں کے نظریے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنے قصیدہ نونیہ (۲۴) میں جہمیوں کی اس گمراہی کی ایک عجیب انداز میں خبر لی ہے، فرماتے ہیں:

وكذلك الجهمى قيل له استوى

فأبى وزاد الحرف للنكران

لیکن ائمہ حدیث اور سلف امت (۲۸) نے ہمیشہ اثبات حق اور تردید باطل میں کوشش بلیغ فرمائی ہے، جملہ اہلِ اسلام کے لیے ان کا اتباع لازم ہے۔

---

''اور اسی طرح جہمیوں نے استوی میں ایک حرف لام زائد کر کے استولی بنا ڈالا۔''

نون الیھود ولام الجھمی ھما

فی وحی رب العرش زائدتان

''جیسے یہودیوں نے حطة میں نون کا اضافہ کیا تھا، اسی طرح جہمیوں کا لام (استوی) میں زائد ہے یہ دونوں الفاظ قرآن مجید میں اضافہ ہیں۔''①

(۲۸) اللہ تعالی محدثین سے راضی ہو جائے جنھوں نے احقاق حق کے لیے بہت کام کیا صرف عقیدہ توحید کے پرچار کے لیے محدثین کی خدمات ایک مستقل تاریخ ہے۔ سلف صالحین نے عقیدہ توحید پر کس قدر کتب لکھیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱۔ القدر لعبداللہ بن وهب المصری (۱۹۷ھ)
۲۔ أصول السنة لأبی بکر الحمیدی (۲۱۹ھ)
۳۔الإیمان لأبی عبیدقاسم بن سلام (۲۲٤ھ)
٤۔الإیمان لابن أبی شیبة (۲۳۵ ھ)
٥۔الرد علی الجهمیة والزنادقة لأحمد بن حنبل (۲٤۱ ھ)
٦۔الإیمان لأحمد بن حنبل (۲٤۱ ھ)
۷۔کتاب التوحید من صحیح البخاری للبخاری (۲٥٦ ھ)

---

① اس کے مفصل حالات درج ذیل کتب میں ہیں۔ تاریخ طبری: (۷/ ۲۲۰)، الکامل فی التاریخ: (٥/ ۳٤۲۔ ۳٤٤)، میزان الاعتدال: (۱/ ٤۲٦، رقم: ۱٥۸٤)، سیر أعلام النبلاء: (٦/ ٦۲رقم:۸)، لسان المیزان: (۲/ ۲٥۷)، رقم: (۲۱٦٥)، الوافی بالوفیات: (۱۱/ ۲۰۷، رقم:۳۰٥).

٨ـخلق أفعال العباد للبخارى(٢٥٦ هـ)
٩ـ الرد على الجهمية للدارمى (٢٨٠ هـ)
١٠ـ النقض على بشر المريسى للدارمى (٢٨٠ هـ)
١١ـ الإيمان لمحمد بن أبى عمر العدنى (٢٤٣ هـ)
١٢ـ الرسالة فى أن القرآن غير مخلوق لأبى إسحاق الحربى (٢٥٨ هـ)
١٣ـ شرح السنة للمزنى تلميذ الشافعى (٢٦٤ هـ)
١٤ـ السنة لابن أبى عاصم (٢٨٧هـ)
١٥ـ السنة لعبدالله بن أحمد بن حنبل (٢٩٠ هـ)
١٦ـ السنة لمحمد بن نصر المروزى (٢٩٤ هـ)
١٧ـ العرش لابن أبى شيبة (٢٩٧ هـ)
١٨ـ القدر للفريابى (٣٠١ هـ)
١٩ـ صريح السنة لمحمد بن جرير الطبرى (٣١٠ هـ)
٢٠ـ التوحيد لابن خزيمة (٣١١ هـ)
٢١ـ السنة لابى بكر الخلال (٣١١ هـ)
٢٢ـ قصيدة فى السنة لابن أبى داود (٣١٦ هـ)
٢٣ ـ كتاب البعث لابن أبى داود (٣١٦ هـ)
٢٤ـ شرح السنة للبربهارى (٣٢٩ هـ)
٢٥ـ النزول للدارقطنى (٣٨٥ هـ)
٢٦ـ الصفات أيضا
٢٧ـالرؤية أيضا
٢٨ـ الإبانة لابن بطة(٣٨٧ هـ)
٢٩ـ الرد على الجهمية لابن مندة (٣٩٥ هـ)

فإنهم مركز الحق . (۲۹)

## صفات الٰہیہ (۳۰) ذاتِ الٰہیہ کا عین ہے یا غیر؟

کتاب اللہ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذات کا

۳۰۔ الإيمان لابن مندة

۳۱۔ التوحيد و معرفة أسماء الله و صفاته لابن مندة

۳۲۔ شرح السنة لابن أبی زمنين (۳۹۹ ھـ)

۳۳۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائی (٤١٢ ھـ)

۳٤۔ روية الله تعالى لأبی محمد عبدالله النحاس (٤١٦ ھـ)

۳۵۔ الرد على من أنكر الحرف والصوت للسجزی (٤٤٤ ھـ)

۳٦۔ عقيدة أصحاب الحديث للصابونی (٤٤٩ ھـ)

۳۷۔ الحجة فی بيان المحجة لأبی القاسم التيمی (۵۳۵ ھـ)

۳۸۔ اعتقاد أهل السنة والجماعة لأبی محمد الهكاری (۵۷۷ أو ۵۵۵ ھـ)

۳۹۔ كتاب التوحيد لأبی محمد عبدالغنی المقدسی (٦٠٠ ھـ)

٤٠۔ الاقتصاد فی الاعتقاد أيضا وغيرهم

یہ صرف چند کتب کے نام لکھے ہیں لیکن اگر مسئلہ توحید پر ہر صدی میں لکھی جانے والی کتب کا نام لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

(۲۹) امام بربہاری احادیث صفات کے متعلق کہتے ہیں کہ جو شخص ان احادیث کی تشریح اپنی خواہش سے کرتا ہو یا اسے رد کرتا ہو وہ جہمی ہے۔①

(۳۰) صفات الٰہیہ کی اقسام۔ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسموں پر مبنی ہیں:

ا۔ ذاتی ۲۔ فعلی

① شرح السنة: (رقم:۱۵ ص ۷٤ ۔ ۷٦).

عین ہیں یا اس سے کوئی شے زائد ہیں، ہاں اس قدر موجود ہے کہ وہ جملہ صفات کمال سے متصف اور تمام اوصاف جمال وجلال کا حامل ہے۔ صفات کی نفی کرنے والے کے حق میں بڑا خطرہ ہے جو لوگ صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین کہتے ہیں جو نہ عین نہ غیر کہتے ہیں اور جو صفات کو ذات پر زائد اعتبار کرتے ہیں یہ سب لوگ ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جن کے وہ مکلّف نہیں ہیں اور اعتقادات میں وہ چیزیں داخل کر رہے ہیں جو ہرگز عقائد میں داخل نہیں ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا وَ عَنْهُمْ.

---

۱۔ذاتی: ایسی صفات جو اللہ تعالیٰ کی صفات سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتیں اور نہ ان میں کوئی کمی یا نقص واقع ہوتا ہے جیسے نفس، وجہ اور کلام وغیرہ۔

۲۔فعلی: اس سے مراد وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ ویسا کرنے پر قادر ہے مثلاً نزول، ضحک وغیرہ

صفات باری تعاریٰ کے متعلق محدث الحرم امام عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ مخلوق کی صفات کے مماثل ہیں بلکہ وہ اس کی ذات کی مانند بے مثل اور غیر مشابہ ہیں۔ وہ کمال کی جملہ صفات سے متصف ہے اور نقص کی تمام صفات سے پاک ہے۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے وجہ، أصابع، یدین، رجل، عینین، قبض، ساق وغیرہ کا اطلاق ثابت ہے۔ میں ان صفات کو کسی کیفیت اور تمثیل کے بغیر تسلیم کرتا ہوں۔ ان کے معانی میں تحریف و تاویل اور تعطیل کو درست نہیں سمجھتا۔ احادیث میں مذکور ہے: وہ قریب ہوتا ہے وہ تمہارے ساتھ ہے، یہ اس کے عالی ہونے اور سب سے اوپر ہونے کے منافی نہیں ہے کہ اس سے علم اور نگرانی مراد ہے۔ یہ یقین کیا جائے کہ اس نے حقیقتاً کلام کیا ہے۔ اس کا حجاب نور ہے، آنکھیں اس کا ادراک

منجملہ دیگر صفات اللہ تعالیٰ کے لیے ارادہ (۳۱) مشیت فعل (۳۲)، ......

نہیں کر سکتیں۔ میں اللہ جل شانہ کے لیے فعلی صفات کا اقرار کرتا ہوں، اس نے تخلیق کی ہے، وہ مصور ہے، صفات إحیاء، قبض، بسط، طیّ، اور مجیء نصوص میں وارد ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ عرش، کرسی، لوح اور قلم اسی کے ہیں۔ ①

(۳۱) ارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ارادے کے مطابق سب کچھ کرتا ہے۔ ارادے کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ارادہ کونیہ ہے جو تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾.

''تو وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے تو اس کا سینہ تنگ، نہایت گھٹا ہوا کر دیتا ہے، گویا وہ مشکل سے آسمان میں چڑھ رہا ہے۔'' (الانعام:۱۲۶)

دوسری قسم: ارادہ شرعیہ ہے جو محبت و رضا کو شامل ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾. (البقرة:۱۸۵)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔''

شرعی امور کا تعلق اس سے ہے گویا جو کچھ بھی کائنات میں ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہو رہا ہے۔

(۳۲) اللہ تعالیٰ مختار کل ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اللہ تعالیٰ کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کو مشورہ دے سکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ

① عقيدة الفرقة الناجية: (ص:١٦).

پیدا کرنا (۳۳) رزق دینا (۳۴) اور تکوین (۳۵) وغیرہ صفتیں بھی ثابت ہیں۔

## کتاب وسنت میں:

رضا(۳٦)......

---

رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ . (هود:۱۰۷)

''جب تک آسمان وزمین رہے گی اسی میں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ آپ کا رب (اپنی مرضی ومشیئت سے کسی کو نکال دے) بے شک آپ کا رب جو چاہتا ہے وہی کر گزرتا ہے۔''

(۳۳) کل کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے وہی اکیلا سب کو پیدا کرنے والا ہے۔

﴿وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ .

''اور وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔''

(الانعام:۱۰۲ ، الرعد:۱٦ ، الزمر:٦۲ ، غافر:٦۲) .

اور وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ﴾ . (الشورى:٤۹)

''جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔''

(۳۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ﴾ . (الذاريات:٥۸)

''بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ رزق دینے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَن يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ . (البقرة:۲۱۲)

''اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔''

(۳۵) تکوین کا لفظ درست نہیں ہے کائن ہونا چاہئے اور یہ صفت ثابت ہے۔

(۳٦) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

غضب(۳۷)، لعن(۳۸)، سخط(۳۹)، تأسف(٤٠)، ......

---

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾(المائدہ:۱۱۹)

''اللہ تعالیٰ ان (صحابہ کرام) سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾. (المائدۃ:۳)

''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔''

(۳۸،۳۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ﴾. (النساء:۹۳)

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔''

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کی دو صفات ثابت ہوئیں: غصہ کرنا اور لعنت بھیجنا۔

(۳۹) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ﴾.

''یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور ناپسند کرتے رہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو۔'' (محمد:۲۸)

سخط کے معنی غضب کے قریب ہے۔

(۴۰) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَا أَجْمَعِيْنَ﴾.

''پھر جب انہوں نے ہمیں خفا کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔'' (الزخرف:۵۵)

**فائدہ:** أسف، غضب اور چیز ہیں اور انتقام اور چیز ہے بعض نے أسف اور غضب کو

کرہ(٤١)مجیء(٤٢)، مکر (٤٣)،

---

ہی انتقام سمجھ لیا ہے جو کہ درست نہیں حالانکہ أسف اور غضب کا نتیجہ انتقام ہے۔

**فائدہ:** أسف کے دو معنی ہیں:

۱۔غم اور افسوس اس کی دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَآسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ﴾ .

''ہائے افسوس! یوسف کے گم ہونے پر اور غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔'' (یوسف:۸۴)

۲۔غضب، کہا جاتا ہے:

أسف عليه يأسف ، بمعنى غضب عليه .

''وہ اس پر ناراض ہوا۔''

جب لفظ (أسف ) اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوگا تو اس کا پہلا معنی ناممکن ہے اور دوسرا معنی ثابت ہے۔

(۴۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ﴾ . (التوبة:٤٦)

''پس اللہ تعالیٰ نے ان کا اٹھنا ناپسند کیا تو انہیں حرکت سے ہی روک دیا۔''

(۴۲) اللہ تعالیٰ کی صفت مجیء ( آنا ) ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ﴾ .

''وہ نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا ان کا رب آجائے۔'' (الانعام:۱۵۸)

(۴۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ . (النحل:٥٠)

''انہوں نے بھی خوب تدبیر کی اور ہم نے بھی اور وہ سمجھ نہیں رہے تھے۔''

كيد(٤٤)، قرب(٤٥)......

---

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ﴾ . (الانفال:٣٠)

''وہ بھی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کر رہا تھا۔''

یاد رہے اللہ تعالیٰ کو مطلق مکر کے ساتھ موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ مکر کرنے والا ہے، اور نہ ہی اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کائد ہے نہ خبر کے انداز میں اور نہ ہی تسمیہ کے انداز میں۔ صرف مقابلے کے انداز میں یہ کہنا درست ہے مطلق طور پر نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کے ساتھ مکر کرتا ہے۔

(۴۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا﴾ . (الطارق:١٥ـ ١٦)

''بے شک وہ اپنی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں اپنی کر رہا ہوں۔''

وَاَكِيْدُ كَيْدًا کا مطلب ہے کہ میری تدبیر ان کی تدبیر سے بڑی ہے۔ کیداً میں تنوین تنکیر تعظیم کے لیے ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ﴾ . (يوسف:٧٦)

''اسی طرح ہم نے تدبیر کی یوسف علیہ السلام کے لیے۔''

یاد رہے کہ اس صفت کو بھی مطلق طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے ہاں مقابلے میں درست ہے۔

**فائدہ: مکر اور کید کی تعریف:** دشمن پر غلبہ حاصل کرنے اور اس کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے خفیہ تدبیریں کرنا، ان سے اگر کوئی اچھا فعل مقصود ہو تو محمود ہوتی ہیں اور اگر ان سے کوئی مذموم فعل مقصود ہو تو مذموم۔

(۴۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ . (البقرة:١٨٦)

بُعد(٤٦)، عزت(٤٧)، نظر(٤٨)، فرح(٤٩)،

---

''اور جب آپ سے میرے بارے میرے بندے سوال کرتے ہیں تو بے شک میں قریب ہوں۔''

(۴۶) تلاش وجستجو کے بعد ہم اس فیصلے پر پہنچے ہیں کہ (بُعد) اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں۔

واللہ أعلم بالصواب

(۴۷) اللہ تعالیٰ کے صفت عزت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾. (المنافقون:٨)

''اور عزت صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔''

بطور فائدہ عرض ہے کہ عزت کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ عزت قدر: یعنی اللہ تعالیٰ بڑی قدر ومنزلت والا ہے اور اس کی اس اعتبار سے کوئی نظیر نہیں۔

۲۔ عزت قہر: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور زبردست ہے۔

۳۔ عزت امتناع: اللہ تعالیٰ کو کوئی نقص اور کمی لاحق نہیں ہو سکتی۔ یہ عزت کے وہ معانی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے استعمال فرمایا ہے۔

(۴۸) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ﴾. (المجادلہ:١)

''بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى﴾. (طه:٤٦)

''بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔''

(۴۹) اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَاللّٰهِ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهٗ

بغض(٥٠)، تعجب(٥١)، منع (٥٢)، عطا(٥٣)، معیت(٥٤)،

---

بِالْفَلَاةِ......»①

''اللہ کی قسم !اللہ تعالی اپنے بندے کی توبہ پر بہت خوش ہوتا ہے، حتی کہ اس آدمی سے بھی زیادہ جو اپنی گم شدہ سواری کو پالیتا ہے۔''

(٥٠،٥١،٥٢) یہ تمام اللہ تعالی کی صفات ہیں۔ اللہ تعالی جس کو چیز نہ دینا چاہے اس کو نہیں دیتا۔ ہم نماز کے بعد پڑھتے

« اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ» .

''اے اللہ جس کو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو تو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے۔''②

(٥٣) اس صفت کی دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ . (الضحى:٥)

''اور البتہ عنقریب آپ کو آپ کا رب دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

حدیث میں ہے:

«اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ» .

''بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی دیتا ہے۔''

(٥٤) ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ . (الحديد:٤)

''تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

یاد رہے اللہ تعالیٰ علم کے اعتبار سے ہر کسی کے ساتھ ہے وہ جانتا ہے کہ ہر وقت کل کائنات میں کیا ہو رہا ہے۔ حلول اور شہود کا نظریہ رکھنا سراسر گمراہی ہے۔

---

① صحيح مسلم:(٦٩٥٢).

② صحيح البخارى: (٨٠٨)، صحيح مسلم:(٥٩٣).

③ صحيح بخارى:(٧١)، صحيح مسلم: (١٠٣٧).

عندیت(۵۵)، خلافت(۵٦)، صحبت (۵۷)، نفی ولد(۵۸) اور نفی شریک (۵۹) وغیرہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

---

امام ضحاک فرماتے ہیں:

هو فوق العرش و علمه معهم أينما كانوا .

''وہ عرش پر ہے اس کا علم لوگوں کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہوں۔'' ①

امام احمد بن محمد طلمنکی اندلسی نے معیت سے مراد علم ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ②

اس مسئلہ پر ہمارا ایک مفصل مقالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوا تھا۔

(۵۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾. (آل عمران:۱۴)

''اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔''

(۵۷،۵٦) اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیفَةُ فِی الاَھْلِ» . ③

''بے شک تو ہی سفر میں ساتھی بننے والا ہے، اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ ہے۔''

(۵۸) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَمْ یَلِدْ﴾ . (الاخلاص:۳)

''اللہ نے نہیں جنا۔''

(۵۹) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لا شَرِیْكَ لَهٗ﴾ . (الانعام:۱٦۳)

''اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔''

نیز فرمایا:

---

① تفسیر طبری: (۲۸/ ۱۰).

② شرح حديث النزول لابن تيميه (ص:۱٤٤ـ۱٤٥).

③ صحيح مسلم:(۱۳٤۲).

نیز اس کے لیے نفس(٦٠)، ذاتِ صوت(٦١، ٦٢)، إصبع(٦٣)، یمین(٦٤)، شمال(٦٥)، ید(٦٦)،

---

﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ﴾. (الاسراء:١١١)

''اللہ تعالی نے اولاد نہیں پکڑی اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہی ہے۔''

(٦٠) اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾. (الانعام:٢٨)

''اس نے رحمت کو اپنے نفس پر لازم کرلیا ہے۔''

اس سے اللہ تعالی کی صفت نفس ثابت ہوئی۔

(٦١، ٦٢) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلام إِلَّا ثَلاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا، دو ان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے تھے۔''

(٦٢) اللہ تعالیٰ کی صفت کلام برحق ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام میں صوت کا ہونا ضروری ہے اس پر بحث گزر چکی ہے۔

(٦٣) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں......①

(٦٤، ٦٥) صفت یمن اور شمال قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(٦٦) اللہ تعالی کے دو ہاتھ ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾. (الزمر:٦٧)

''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔''

یادرہے کہ اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔②

---

① صحیح مسلم: (٢٢٤٩).

② صحیح مسلم: (١٨٢٧).

غين(٦٧)، ساق(٦٨)، قدم(٦٩)، حقو(٧٠)

---

ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں پر ایمان لاتے ہیں البتہ ان کی مثال یا کیفیت بیان نہیں کرتے۔

(٦٧) اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾. (الطور:٤٨)

''اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے یقیناً آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق فرمایا:

''وہ کانا ہے، جبکہ تمھارا رب یک چشم نہیں ہے۔''①

(٦٨) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾.

''جس دن کھولا جائے گا پنڈلی سے اور انھیں بلایا جائے گا سجدے کی طرف تو وہ استطاعت نہیں رکھیں گے۔'' (القلم:۴۲)

(٦٩) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُلْقَى فِي النَّارِ، وَتَقُوْلُ هَلْ مِن مَّزِيْدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ: قَطْ قَطْ». ②

''جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھیں گے اور وہ کہے گی بس بس۔''

(٧٠) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ». ③

---

① صحيح البخاري: (٣٠٧٥)، صحيح مسلم: (١٦٩).

② صحيح البخاري: (٤٨٤٨).

③ صحيح البخاري: (٤٨٣٠).

اور جنب (۷۱) کا اطلاق بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں متکلمین کا یہ قول کہ وہ جوہر، عرض، محدود، معدود، متبعض اور متحیز نہیں ہے اور نہ ہی کسی مکان میں ہے، بدعت ہے۔ ہاں اس کے لیے آٹھ صفات ثابت ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

پس جن صفات کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن وحدیث میں آیا ہے ان پر بلا چوں و چراں اور بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے، اس کے لیے ضد، ند، شبیہ اور نظیر نہیں ہے، معاون و مددگار سے پاک ہے۔ غیر کے ساتھ کبھی متحد نہیں ہوتا، وحدت الوجود باطل ہے اور استویٰ علی العرش کا مسئلہ وجودیوں کے مذہب کی تردید کے لیے برہان قاطع ہے۔

## دنیا حادث ہے:

دنیا اور اس کے تمام اجزاء حادث ہیں جو موجود ہونے سے پہلے اپنا وجود نہیں رکھتے تھے۔ اس کا ہر ہر فرد اللہ تعالیٰ کے اختیار سے عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا ہے اور اس کے علم وقدرت سے ہی خلعتِ وجود حاصل کی ہے۔ کسی چیز کے لیے اپنی مقرر حد سے تجاوز کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث:

«كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ

---

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔“

(۷۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ﴾.

”(ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص کہے ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کی جناب میں کی۔“ (الزمر:۵۶) (از ابو یاسر عبداللہ بشیر)

خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ». ①

اس پر شاہد ہے۔ وہ ہر روز کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے اس کی ساحتِ کمال میں بے کاری کی گنجائش نہیں۔

## بندے کی خودمختاری:

انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے اور اسی کے سبب انھیں ثواب ملتا اور عذاب ہوتا ہے۔ نیک اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور محبت سے ہوتے ہیں اور بد اعمال اس کی رضا اور محبت سے نہیں ہیں یا اس کے ارادہ سے ضرور ہوتے ہیں۔ نیکیوں پر ثواب اور گناہوں پر عذاب دینا اس کا عدل ہے۔ اور یہ اس پر کسی کی طرف سے واجب نہیں ہے خود اپنے آپ پر واجب کر لے تو اس کی مرضی:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾. (الأنعام:٢٨)

”یقیناً اللہ نے اپنے نفس پر رحمت کو لکھ لیا ہے“

چنانچہ متعدد آیات و احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

تکلیف کا اعتبار عقل، تمیز اور بلوغ پر ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہے تو گزارش یہ ہے کہ یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بندے کو اس چیز سے تکلیف نہیں دی جاتی جو چیز اس کی وسعت اور طاقت میں نہ ہو۔

## بندوں کے افعال اللہ کی مخلوق ہیں:

بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور فاعل خود انسان ہے۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾. (الصافات:٩٦)

① مستدرك حاكم: (٢/ ٣٧٢)، امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

''حالانکہ اللہ نے ہی تمہیں پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو۔''

سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ خلق کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے اور عمل کو بندوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فعل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کسب بندے کی طرف سے تو یہ بات عقل میں نہیں سماتی ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ چیزوں کی حقیقت ثابت ہے اور ان کا علم یقیناً حاصل ہے انکار کرنے والا سوفسطائی ہے۔ مخلوق کے لیے حصول علم کے تین ذرائع ہیں:

۱۔حواس سلیمہ ۲۔خبر صادق ۳۔عقل

بداہتہً عقل سے ثابت ہونے والا علم ضروری ہے اور استدلال اور مقدمات کو ترتیب دینے سے حاصل ہونے والا اکتسابی ہے، الہام کسی چیز کی صحت معلوم کرنے کا سبب نہیں ہے دنیا موجود ہونے کے بعد ضرور فنا ہونے والی ہے:

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ﴾. (القصص:۸۸)

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے چہرے کے۔''

## ہر شخص اپنی موت مرتا ہے:

مقتول اپنی ہی موت سے فوت ہوتا ہے اور موت ایک ہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾.(المنافقون:۱۳)

''اور اللہ کسی جان کو ہرگز نہ مہلت دے گا جب اس کا وقت آ گیا۔''

کئی آیات میں یہی ارشاد ہوا ہے۔ لوگ حلال وحرام سے جو کچھ بھی کھاتے ہیں، رزق ہے اور ہر شخص اپنا رزق پورا کر لیتا ہے، کوئی آدمی دوسرے کا رزق نہیں کھاتا:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾.(الانعام:۳۸)

''اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی کے ذمے ہے۔''

اس کا اطلاق اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ چیزوں کے حسن و قبح کا فیصلہ عقل نہیں کر سکتی، بلکہ یہ حکم لگانا اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔

## عذابِ قبر حق ہے:

کافروں اور گناہ گار مومنوں کے لیے عذابِ قبر (۴۷)

---

(۴۷) عذاب قبر کے اثبات پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر سفر کر رہے تھے مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ کی اونٹنی بدک اٹھی قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دیتی اور یہ اس لیے کہ اس نے قبر میں ہونے والے عذاب کی آواز سن لی تھی...... آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنا دے۔''①

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس کو عذاب قبر ہو رہا ہو وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جنوں اور انسانوں کے علاوہ آس پاس کی ہر چیز سنتی ہے۔''②

امام احمد فرماتے ہیں:

''عذاب قبر حق ہے، لوگوں کو قبر میں آزمائش میں ڈالا جائے گا اور قبر میں سوال ہوں گے کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا نبی کون ہے اور تمہارا دین کیا ہے؟ اور اس کے پاس (قبر میں) منکر نکیر آئے گا۔''③

---

① صحيح مسلم:(٢٨٦٧).　② صحيح بخاري:(١٣٧٤).

③ أصول السنة رقم:(٣٢-٣٣).

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عذاب قبر کے موضوع پر ایک مستقل کتاب (إثبات عذاب القبر) کے نام سے لکھی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا:

''قبر میں عذاب حق ہے اور قبر میں سوال پوچھے جانا بھی حق ہے، قیامت اور جہنم بھی حق ہے۔'' ①

مزید تحقیق کے لیے دیکھیے: امام ابن رجب کی کتاب «أحوال القبور»۔

(۷۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۞ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ﴾ .

''پس اگر وہ اللہ کے مقربین میں سے ہو، تو اس کے لیے آرام وراحت اور نعمتوں والا باغ ہے۔'' (الواقعہ:۸۸۔۹۰)

قبر میں انعامات کی اور قرآنی دلیل یہ ہے:

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوْا الْجَنَّةَ﴾ . (النحل:۳۲)

''وہ لوگ کہ جب انہیں فرشتے فوت کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک صاف ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو جاؤ جنت میں۔''

جب کسی کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضا مندی کی طرف نکل۔

(۷۴) امام بربہاری کہتے ہیں کہ عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کرنے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ②

اہل السنہ کا عذاب قبر پر اجماع ہے جیسا کہ ابوالحسن اشعری نے کہا ہے۔ ③

---

① مناقب إمام شافعي للبيهقي: (۱/ ٤١٥).

② شرح السنة: (رقم:۱۹ ص:٦٤). ③ رسالة إلى أهل الثغر: (ص:۲۷۹).

## مردوں کا دوبارہ جی اٹھنا

امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ قبر کی نعمت و آسائش اور عذاب قبر حق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی سے عذاب قبر سے پناہ مانگی ہے اور مسلمانوں کو بھی ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح قبر کا امتحان و آزمائش حق ہے اور منکر، نکیر کا سوال کرنا بھی حق ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بھی حق ہے جس وقت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ ①

اعمال کا وزن، کتاب کا ملنا، سوال و حساب ہونا، حوض پر جانا (۷۵)

---

(۷۵) ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾. (الکوثر:۱)

"ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تم سے پہلے حوض پر پہنچا ہوا ہوں گا۔" ②

اور فرمایا: میرے حوض کی مسافت ایک ماہ کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیاہ خوشبودار ہے، آبخورے ستاروں کے برابر ہیں، جو ایک بار پیے گا اسے (روز قیامت) دوبارہ پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔" ③

علامہ ابن اَبی العز حنفی نے کہا کہ حدیث حوض تواتر کو پہنچتی ہے۔ اس کو تیس صحابہ

---

① لمعة الاعتقاد: (ص:۱۱۱).

② صحیح البخاری: (۶۵۸۳ صحیح مسلم:۲۲۹).

③ صحیح بخاری:(۶۵۸۰)، صحیح مسلم: (۲۳۰۳۔ ۱۰۳۲، ۲۲۹۲)، نیز دیکھیں شرح العقیدة الطحاویة: (۲۲۷)، فتح الباری: (۱۱/ ۴۶۸۔ ۴۸۹)، البدایة والنهایة: (۳/ ۴۳۴).

اور پل صراط سے گزرنا، دوزخ یا جنت میں جانا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے نیکو کاروں اور انبیاء کا سفارش کرنا برحق ہے۔ (۷۶)

---

نے روایت کیا ہے۔

امام بربہاری کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے حوض پر ایمان رکھنا واجب ہے۔''①

امام ابن قدامہ کہتے ہیں:

''ہمارے نبی کریم ﷺ کو قیامت کے دن ایک حوض عطا کیا جائے گا جس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا ہوگا اور ستاروں کی گنتی کے مطابق آبخورے ہوں گے، جسے ایک گھونٹ پانی اس حوض سے مل جائے گا اسے (روز قیامت) کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''②

(۷۶) امام بربہاری کہتے ہیں کہ قیامت کے دن گناہ گاروں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر اور پل صراط پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ گناہ گاروں کو جہنم کے پیٹ سے نکالیں گے اور ہر پیغمبر اپنی امت کے لیے سفارش کرے گا اسی طرح صدیقین، شہداء اور صالحین بھی سفارش کریں گے (اللہ تعالیٰ کی اجازت سے) اور آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے بعض جہنمیوں کو رہائی عطا فرمائیں گے جب وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ③

شفاعت اور اس کی اقسام کے لیے دیکھیں۔ البداية والنهاية لابن كثير: ۱۳۹/۲.

امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اہل کبائر کے لیے سفارش کریں گے اور انھیں جہنم سے اس حال میں نکالا جائے گا کہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اسی

---

① شرح السنة: (رقم:۲۰ ص:٦٥).

② لمعة الاعتقاد: (۱۲۳).

③ شرح السنة: (رقم:۲۲ ص:٦٦).

## شفاعت کا بیان:

لوگوں کا انبیاء اور صلحاء کی قبروں پر جا کر حاجات طلب کرنا، انھیں وسیلہ بنانا اور ان سے سفارش کی امید رکھنا بے کار ہے، کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کے لیے لب کشائی نہیں کر سکتے، ہاں اللہ تعالی جب کسی پر مہربانی کرنا چاہے گا تو انہیں اجازت دے دے گا، پھر یہ سفارش کریں گے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص عمر بھر قبر پر آ کر سفارش طلب کرتا رہے تو اس کی یہ کوشش بے کار اور سعی لاحاصل ہوگی کیونکہ صاحب قبر بلا اجازت سفارش پر قادر نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾.(البقرۃ: ٢٥٥)

''کون ہے وہ جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔''

نیز فرمایا:

---

طرح دیگر انبیاء، صالحین اور فرشتوں کو بھی اجازت دی جائے گی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَ ھُمْ مِنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ﴾.

''اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس شخص کے لیے جس سے اللہ تعالی راضی ہو اور جو اللہ کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔'' (الانبیاء:٢٨)

کافر کے لیے کسی کی بھی ہرگز سفارش نہیں ہوگی۔ ①

امام ابن ابی العز الحنفی نے شفاعت کی آٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔ ②

---

① لمعة الاعتقاد: (ص:١٢٨) نیز دیکھیں: صحیح البخاری: (٢٣٦)، عقیدة واسطیة (ص:١٨-١٩)، اصول السنة: (رقم:٣٤)، المنظومة الحائیّة لإمام أبی بکر بن أبی داود السجستانی: (٣١٦).

② شرح العقیدة الطحاویة ص:٢٢٩-٢٣٩

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ﴾. (السجدة:٤)

''اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے۔''

وغیرہ آیات اس پر شاہد ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے (جو ہر نزدیک سے زیادہ نزدیک ہے) کیوں اپنی حاجت طلب نہیں کرتے ؟اس کی رحمت کیوں نہیں چاہتے، اس سے بخشش کیوں نہیں مانگتے ؟ اور اس سے ہی کسی شفیع کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ جو اس کی اجازت سے اس کا کام سرانجام دے دے، یقیناً یہ باتیں آج کے قبر پرستوں اور پیر پرستوں کو سخت ناگوار گزریں گی لیکن کیا کیا جائے کہ صرف حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔

## جنت وجہنم، معراج اور قیامت کی نشانیوں کا بیان:

بہشت اور دوزخ اس وقت بالفعل موجود ہیں اور ہمیشہ باقی رہیں گے، یہ دونوں اور ان میں رہنے والے ہرگز فنا نہیں ہوں گے۔ (٧٧)

---

(٧٧) امام بربہاری کہتے ہیں کہ جنت اور جہنم کے برحق اور ان کے مخلوق ہونے پر ایمان لانا واجب ہے۔ جنت ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی چھت عرش ہے اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

اور یہ دونوں پیدا شدہ ہیں۔ جنتیوں اور دوزخیوں کی تعداد اور ان میں کون داخل ہوگا؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ دونوں کبھی فنا نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کی بقا کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے۔①

اس مسئلہ یعنی جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں کی تفصیل کے لیے دیکھیں: «توقیف الفریقین علی خلود أهل الدارین للعلامة مرعی الحنبلی» شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی «الرد علی من قال بفناء الجنة والنار» اور علامہ صنعانی کی

---

① شرح السنة: (ص:٦٦۔ ٦٧).

کوئی شخص کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے۔ شرک کبھی معاف نہیں ہوگا، ہاں اس کے علاوہ ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے معاف ہوسکتا ہے خواہ گناہ گار نے اس سے توبہ کی ہو یا نہ کی ہو، صغیرہ پر گرفت اور کبیرہ کا معاف ہوجانا بشرطیکہ حلال جان کر اس کا ارتکاب نہ کیا ہو، ممکن ہے ورنہ کفر ہے۔ (۷۸)

## ایمان کیا ہے؟

دل سے تسلیم، زبان سے اقرار اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ (۷۹)

---

«كشف الاستار فی إبطار أدلة القائلين بفناء النار» اس مسئلے پر معراج والی حدیث بھی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

جنت اور جہنم پیدا کی گئی مخلوق ہیں اور ان کو پہلے سے بنایا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں جنت میں داخل ہوا اور اس میں ایک محل دیکھا اور حوض والی حدیث اور جہنم میں اکثر عورتوں والی حدیث۔"①

اور محل والی حدیث صحیح بخاری: (۷۰۲۴)، اور جہنم میں عورتوں والی حدیث صحیح بخاری: (۵۱۹۷)، صحیح مسلم: (۲۷۳۷)، اور حوض والی حدیث: سنن النسائی: (۷۲۶)، سنن الترمذی: (۳۳۵۴) میں ہے۔

(۷۸) مسئلہ تکفیر پر ہم نے اپنی کتاب شرح أصول السنة للحميدی اور مجموعہ مقالات أصول السنة لإمام أحمد بن حنبل کی شرح میں تفصیلی کلام کر دیا ہے۔ والحمدللہ

(۷۹) ایمان کی یہی تعریف درست ہے سلف نے ایمان کی یہی تعریف کی ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے شرح صحیح مسلم (تحت الطبع مکتبہ قدوسیہ پاکستان) میں بیان کر دی ہے۔

---

① أصول السنة: (رقم:۷۲).

اور اس میں قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے، ایمان، اسلام اور احسان میں وہی فرق ہے جس کی تفصیل حدیث جبریل علیہ السلام میں ذکر ہوئی ہے یہ کہنا کہ میں یقیناً ایمان دار ہوں یا ان شاء اللہ میں مومن ہوں درست ہے، اس میں نزاع کرنا صرف نزاع لفظی ہے۔ زندگی میں مایوسی کے وقت اور )عذاب الٰہی کو دیکھ کر ایمان لانا غیر مقبول ہے۔ (۸۰)

---

(۸۰) صحیح بات یہی ہے کہ غرغرے کے وقت ایمان فائدہ نہیں دے گا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ اِيمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ . (المومن:۸۵)

''پھر یہ نہ تھا کہ ان کا ایمان انھیں فائدہ دیتا، جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور اس موقع پر کافر خسارے میں رہے۔''

یاد رہے کہ یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ . (یونس:۹۸)

''یونس (علیہ السلام) کی قوم کے سوا جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور انھیں ایک وقت تک فائدہ دیا۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم یونس عذاب دیکھ کر ایمان لائی تھی اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں ان کے ایمان لانے کو قبول کر لیا۔ یہی راجح تفسیر ہے۔ لیکن فرعون نے پانی میں غرق ہوتے وقت کہا تھا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نیک، بداور بد، نیک ہو سکتے ہیں اللہ تعالی کی ذات اور صفات میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں ہوسکتا۔

## بعثت انبیاء:

رسولوں کا مبعوث فرمانا عین حکمت اور اللہ تعالی کی مخلوق پر اتمام حجت ہے، ہمیشہ انسانوں کی طرف انسان ہی رسول بن کر آئے ہیں اور مومنوں کے بشارت اور کفار کے لیے انزار کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالی نے معجزات اور خرق عادات چیزوں سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ سب سے اول آدم ابوالبشر ہیں اور سب سے افضل اور آخر حضرت محمد ﷺ ہیں جیسا کہ آیت ﴿وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:٤٠) اور حدیث «أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ». ① میں تصریح کی گئی ہے، اللہ تعالی کی قدرت

---

﴿ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾. (یونس:۹۰)

"میں ایمان لے آیا کہ بے شک حق یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

فرعون کی اس بات کے جواب میں اللہ تعالی نے رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾.

"کیا اب؟ حالانکہ بے شک نے اس سے پہلے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں سے تھا۔" (یونس:۹۱)

جیسے فرعون نے پانی میں غرق ہوتے وقت ایمان لانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ قانونِ قدرت یہی ہے کہ عذاب الٰہی اور غرغرے کے وقت ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا۔ یونس علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالی نے اس قانون سے مستثنی کیا ہے۔

---

① صحیح مسلم: (٥٢٣).

عامہ آنحضرت ﷺ کا مثیل پیدا کرنے پر قادر ہے لیکن خود اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کے مطابق آنحضور ﷺ کا کوئی مثیل پیدا نہ ہوگا، جملہ نبیوں اور رسولوں کے نام شمار کرنے کی کوشش نہ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء اور رسل کے نام بتائے ہیں اور بعض کے نہیں:

﴿مِنْهُم مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ﴾.(غافر: ۷۸)

''ان میں سے بعض کو ہم نے آپ پر بیان کر دیا ہے اور بعض کو نہیں۔''

## عصمت انبیاء:

اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور صغار کا مطلقاً قصد نہیں کرتے، اسی طرح احکام الٰہی کی تبلیغ میں بھی ان کی عصمت متحقق ہے۔ قرآن مجید میں جو کچھ بعض انبیاء کرام کے حق میں بظاہر عصمت کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس کے متعلق بہتر یہ ہے کہ آیہ شریفہ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا﴾. (الاحزاب: ۳۸) کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کی تحریف سے اجتناب کیا جائے۔

## فرشتوں اور کتب آسمانی کا بیان

فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، نر و مادہ کے وصف سے پاک ہیں۔ گناہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور رہتے ہیں، نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے کے لیے مستعد اور تیار ہیں، ہر ایک کا مرتبہ اور مقام متعین ہے جس سے تجاوز نہیں کرتے، امر و نہی اور وعد و وعید پر مشتمل آسمانی کتابیں برحق ہیں مگر ان کی معین تعداد کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

## اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نام توقیفی ہیں:

اور شارع کے بیان پر موقوف ہیں۔ اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ یا اس کے

رسول ﷺ کا کوئی نام وضع نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد (۸۱) اور رسول اللہ ﷺ کی مدح میں ممنوع حد تک غلو کرنا بدعت اور گمراہی ہے۔ بعض اوقات آنحضرت ﷺ کی مدح اس انداز سے کی جاتی ہے کہ مادح (تعریف کرنے والا) کفر کی حد میں داخل ہو جاتا ہے (۸۲)

(۸۱) الحاد سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اصل معنی سے انحراف کرنا، مثلاً کسی نام کا انکار کرنا، اللہ کی صفات کو مخلوق کے مشابہ تسلیم کرنا یا اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام رکھ لینا جیسے: الاب، العدیم وغیرہ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام نہیں ہیں، یہ بھی صورت الحاد کی ہے کہ اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ پکارنا۔
یاد رہے کہ الحاد کی تمام صورتیں حرام ہیں۔

**تنبیہ:** مساجد وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے نام ٹائلوں پر لکھے ہوئے جو لگائے جاتے ہیں ان میں بعض نام وہ بھی ہیں جو ثابت نہیں ہیں مثلاً العدیم یہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے جامعہ کمالیہ راجووال اوکاڑہ کے محراب کے اردگرد اللہ تعالیٰ کے نام والی ٹائلیں لگی ہوئی تھیں۔ 2014ء میں استاد محترم شیخ حافظ محمد شریف حفظہ اللہ وہاں تشریف لائے انھوں نے نماز پڑھی اور ان کی نظر اسماء باری تعالیٰ پر پڑی۔ ان ناموں میں ایک نام العدیم بھی لکھا ہوا تھا...... استاد محترم نے شیخ عبیدالرحمٰن محسن مہتمم جامعہ ہذا سے پوچھا کہ "العدیم" کیا اللہ کی صفت ثابت ہے؟ اس طرح وہاں موجود اور بھی اہل علم سے سوال کیا پھر ان سب کو سمجھایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے۔ اور لڑکے سے کہا کہ ابھی اس ٹائل سے العدیم لفظ کو کھرچ دو، اور ایسے ہی ہوا۔

(۸۲) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بہت سے فضائل ثابت ہیں ہمیں وہی بیان کرنے چاہئیں لیکن افسوس کہ بعض لوگوں نے یہود و نصاریٰ کی طرح ہمارے پیغمبر ﷺ کی تعریف میں بہت غلو کیا ہے۔ خصوصاً شعروں میں تو بہت زیادہ غلو سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی ضروری تفصیل دیکھیے امیر حمزہ صاحب کی کتاب (شاہراہ بہشت (ص: ۸۲_۱۸۴) اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے۔

## معراج کا بیان:

رسول اللہ ﷺ کی معراج حالت بیداری میں روح اور جسم سمیت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک برحق ہے۔ (۸۳) اور اللہ تعالیٰ کے لیے علو، استواء اور تمام مخلوق سے الگ تھلگ رہنے کی سب سے بڑی دلیل ہے رسول اللہ ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اور وہاں سے آسمان، جنت اور عرش تک، بلکہ اس سے بھی بالاتر صحیح احادیث سے ثابت ہے جو اپنا مدعا ثابت کرنے میں حجت ہیں (یہ بات درست نہیں، صحیح حدیثوں میں صرف سدرۃ المنتہی تک معراج ثابت ہے۔ از محمد اسحاق حسینوی) کمال ایمان یہ ہے کہ یہ خبر سنتے ہی اس کی تصدیق دل نشین ہو جائے اور شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔

---

(۸۳) دیکھیے (الاسراء:۱) امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے اگر وہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں تو ان پر ایمان لانا واجب ہے خواہ ان چیزوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ ان واقعات کے سچا ہونے پر ہمارا یقین ہونا چاہیے خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں اور چاہے ہم ان کی حقیقت سے واقف نہ بھی ہوں، مثلاً معراج کا واقعہ جو حالت بیداری میں پیش آیا تھا۔①

امام طحاوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ صحیح ہے اور آسمانوں کی طرف یہ سفر حالت بیداری میں ہوا۔ امام ابن ابی العز کہتے ہیں: ہم معراج پر بھی اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح دیگر غائب کی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان کی کیفیت سے بے خبر ہیں۔②

---

① لمعة الاعتقاد: (ص:۱۰۱).

② شرح عقیدہ طحاویہ (ص:۲۲۳ ومابعد).

## قیامت کی نشانیاں:

جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، جیسے خروجِ دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع اور ظہور مہدیؒ وغیرہ سب حق ہیں جن کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے اور کتب حدیث میں ان کی صحت پایا ثبوت کو پہنچ چکی ہے، پر ایمان لانا برحق ہے۔ (۸۴)

(۸۴) ان نشانیوں کا ذکر احادیث میں آتا ہے مثلاً (صحیح البخاری :۸۳۲، صحیح مسلم:۵۸۸۔۵۹۰)۔ امام بربہاری کہتے ہیں کہ مسیح دجال کے آنے پر ایمان لانا ضروری ہے۔①

اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے پر ایمان لانا واجب ہے وہ اپنے دنیا میں آنے کے بعد دجال کو قتل کریں گے اور شادی کریں گے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے خلیفہ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان انھیں دفن کریں گے۔②

امام احمد نے بھی یہی کہا ہے۔③

امام ابن قدامہ کہتے ہیں:

''اسی طرح علامات قیامت پر ایمان لانا واجب ہے، مثلاً دجال کا آنا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے آکر اسے قتل کرنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نمودار ہونا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اس طرح کی دیگر علامات جو صحیح سند سے ثابت ہیں۔④

① شرح السنة : (ص:٦٧). ② شرح السنة: (ص:٦٧).
③ اصول السنة : (رقم:٣٥۔ ٣٦)، نیز دیکھیے : الشریعه : (ص:٣٧٢)، النهاية (ص:٥٢۔ ٩٣)، شرح عقيدة طحاوية: (ص:٤٨٦)، لوامع الأنوار: (٢/ ٨٦)، التذكره للقرطبى: (ص:٣٤٤۔ ٣٨٠).
④ لمعة الاعتقاد : (ص:١٠٤).

## گناہ کا ذکر:

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا حلال جان کر اس کا ارتکاب کرنا کفر ہے، نیز معصیت کو معمولی سمجھنا اور شریعت کا مضحکہ اڑانا کفر ہے، لوگوں میں جو یہ مشہور ہے، کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اور کبیرہ پر اصرار کرنے سے کفر لازم آتا ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ حق یہی ہے، کہ صغیرہ صغیرہ اور کبیرہ کبیرہ ہی رہتا ہے ان کو اپنے مقام سے ترقی دینے میں اصرار کو کچھ دخل نہیں ہے۔

## کسی پر کفر کا حکم کب لاگو ہوگا؟

بے ہوش آدمی پر کفر کا حکم نہیں لگا سکتے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل سے نکال دینا اور اس کی رحمت سے بالکل مایوس ہو جانا اور غائب سے تعلق رکھنے والی باتوں میں کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے، اور ''معدوم'' کوئی ''چیز'' نہیں ہے۔

مردوں کو زندوں کی دعا اور صدقات و خیرات سے نفع پہنچتا ہے، اہل قبلہ اور متاولین کو کافر نہیں کہنا چاہیے، انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے، فرشتوں کے رسول عام انسانوں سے اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں، جنوں اور شیطانوں کے وجود پر کتاب وسنت کی نصوص صریحہ دلالت کرتی ہیں، لہٰذا ان کا انکار کرنے والا کافر ہے، روح حادث ہے، قدیم نہیں ہے، ایک کوتاہ فہم فرقہ کو چھوڑ کر تمام صحابہ، تابعین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے۔

---

علاماتِ قیامت کے بہت سے دلائل ہیں یہاں ان کا ذکر طویل ہو جائے گا۔ اس لیے ان کو تفصیل سے پڑھنے کے لیے کتب حدیث اور علامات قیامت پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں۔

## فرقہ ناجیہ:

اہل سنت فرقہ ناجیہ ہیں جنہوں نے سیرت نبوی اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کو اپنا شعار بنایا ہے:

«مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (۸۵)

ان کا طرہ امتیاز ہے۔ اور کافر دنیا میں انعام کیا گیا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ علم تین ہیں، آیہ محکمہ، یا سنت قائمہ، یا فریضہ عادلہ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ ضرورت سے زائد ہے۔

مراد آیہ محکمہ سے قرآن شریف ہے اور سنت قائمہ سے حدیث اور فریضہ عادلہ سے علم میراث۔ ہر بدعت گمراہی ہے، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم غلط ہے قرآن و حدیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، مسلمان حاکم وقت کی اطاعت لازم ہے، اس کی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچ لینا گناہ ہے، بیعت توڑ کر اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والا بدعتی، کتاب و سنت کا مخالف اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی خواہ وہ حاکم وقت ہو یا کوئی اور اطاعت ناجائز ہے، فتنہ فساد سے الگ تھلگ رہنا سنت قدیم ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص فتنہ وفساد میں مبتلا ہوجائے تو اس کو اپنی جان کی بجائے اپنے دین وایمان کے بچانے کی زیادہ فکر کرنی چاہیے، فتنہ وفساد میں اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے امداد نہیں کرنی چاہیے۔

(۸۵) صحيح۔ سنن الترمذی: (۲٦٤١).

## امت مسلمہ کی فضیلت:

آنحضرت ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾.(آل عمران:۱۱۰)

اور اس بارے میں احادیث بھی آتی ہیں آپ کی شریعت تمام شریعتوں سے اعلی اور اکمل ہے اور آپ کا دین سب دینوں کو منسوخ کرنے والا ہے قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں کتاب وسنت کی رہنمائی کافی ہے جو اپنی تکمیل کے لیے کسی کی رائے اور خواہش کی محتاج نہیں ہے صرف عقل صحیح اور فہم سلیم کی ضرورت ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾. (المائده:۳)

اور اس قسم کی دوسری آیات اس کی شاہد ہیں۔ امت مسلمہ میں سب سے افضل اور بہتر صحابہ کرام ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يحمل هذاالعلم من كل خلف عدوله». (٨٦)

فرما کر اہل حدیث کی تحسین فرمادی ہے اور اولیاء کرام کی کرامتیں برحق ہیں چنانچہ مریم علیہا السلام اور سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی کرامتیں قرآن حکیم میں بیان ہوئی

(٨٦) السنن الكبرى للبيهقي (ح:٢٠٧٠٠)، الإبانة الكبرى لابن بطة : (ح:٣٤)، اس حدیث کو حافظ علائی (حطه ص:٧١) اورابراہیم بن الوزیر (العواصم والقواصم: (١/ ٣٠٨) نے حسن کہا ہے)۔ اور (مفتاح دا ر السعادة: ١٦٣-١٦٤) میں ابن قیم نے اس کے طرق پر بحث کرتے ہوئے اس کو حسن اور شیخ البانی نے صحیح کہا ہے (صحيح الجامع الصغير: ١٠٧٩/٢).

ہیں۔ ولایت الٰہی امت مسلمہ کے تمام گروہوں مثلاً قرآن خوان، مجاہدین اور اصحاب صنعت وحرفت وزراعت میں پائی جاتی ہیں اور کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ اولیاء کرام معصوم نہیں ہوتے، خطا کا ارتکاب ان سے ممکن ہے۔ کتاب وسنت سے وابستگی ان کے لیے بھی لازمی ہے اور خود اولیاء اللہ میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کوئی ولی عبادت وریاضت کرکے نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

## انبیا علیہم السلام کی معصومیت:

کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہے۔ مقلد کا ایمان صحیح ہے، لیکن ترکِ استدلال کے سبب وہ گناہ گار ضرور ہے۔ انبیاء علیہم السلام اجماعاً تبلیغ رسالت میں نیز کبائر وصغائر کے عمداً ارتکاب سے معصوم ہیں۔ قرآن مجید سے بعض انبیا علیہم السلام کے حق میں جو صغائر کا صدور معلوم ہوتا ہے تو قرآن کی تحریف نہیں کرنی چاہیے، بلکہ

﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾. (الأحزاب: ٣٨)

اور اللہ کا حکم ہمیشہ سے اندازے کے مطابق ہے، جو طے کیا ہوا ہے کو نظر میں رکھنا چاہیے۔ (٨٧)

(٨٧) کسی مسلمان کو گناہ کی وجہ سے کافر کہنا خوارج اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ خوارج کا کہنا ہے کہ ایسا آدمی ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ معتزلہ بھی خوارج کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ایسا آدمی دنیا میں منزلة بین المنزلتین ہے یعنی نہ وہ مسلمان ہے نہ کافر۔ سلف اور اہل السنہ کا عقیدہ ہے کہ ایسا شخص گناہ کی بنا پر کافر نہیں ہوتا۔

امام ابن زید القیروانی (٣٨٩ھ) کہتے ہیں:

''ہم کسی گناہ کی پر کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔''①

① مقدمه ابن زيد القيرواني (ص:٦٠).

## فضائل و درجاتِ صحابہ کا بیان:

اولیاء میں سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان ذو النورین اور پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ خلافت بھی اسی ترتیب پر ہے۔ عشرہ مبشرہ، سیدۃ النسا فاطمہ الزہرا، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور وہ سب لوگ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی بشارت پائی ہے ان کے حق میں جنت کی گواہی دینا چاہیے، لیکن کسی اور کے حق میں ایسی یقینی گواہی دینا درست نہیں۔ (۸۸)

---

امام بربہاری کہتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اس وقت تک کافر قرار نہیں دیا جائے گا جب تک وہ قرآن مجید کی ایک آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحیح حدیث کا انکار نہ کرے یا غیر اللہ کے لیے ذبح کرے یا اس کی عبادت کرے۔ ①

(۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت میں سے سب سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس پر کسی بھی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے تھے اور اس پر نکیر نہیں فرماتے تھے۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب میرے صحابہ کرام کا ذکر ہو تو (ان کی برائی کرنے سے) اپنے آپ کو روکو۔'' ③

---

① شرح السنه (ص:۷۳).

② صحيح البخاري: (۳٦۵۵).

③ المعجم الكبير للطبراني: (۱۰/ ۲٤۳۔ ۲٤٤)، الحلية لابی نعيم: (٤/ ۱۰۸)، نیز دیکھیں: الصحيحة للألباني: (۸۰۳٤).

## دین کا ماخذ:

دین کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اجماع اور قیاس اس میں داخل نہیں اور نہ یہ حجت شرعی ہیں۔ ہاں قرآن وسنت سے استدلال کرنے کے لیے معاون اور وسیلہ بن سکتے ہیں مگر علی الاطلاق نہیں بلکہ اس طریقے سے جس کی اصول کی کتابوں میں تفصیل گزر چکی ہے۔ تقلید شخصی کو واجب قرار دینا بدعت ہے۔

## مسلمانوں کے امیر (خلیفہ) کی صفات وغیرہ کا ذکر:

مسلمانوں کے لیے ایک قریشی امام کا ہونا ضروری ہے جو احکام اسلام کی تنفیذ پر قادر ہو اور وہ مسلمان، آزاد اور مکلّف ہو۔ امام وقت جور وفسق سے معزول نہیں ہوتا خواہ کتنا بڑا ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ امامت بنو ہاشم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہاں اگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے کوئی شخص مل جائے جو خلافت کی جملہ صفات کا حامل ہو تو دوسروں سے افضل ہوگا یہی چیز رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے واضح ہوتی ہے:

«اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ وَلَدِهِ وَاجْعَلِ الْخَلَافَةَ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ»②

---

امام سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جو شخص صحابہ کرام کے بارے میں ایک (برا) لفظ بھی کہتا ہے تو وہ خواہش پرست ہے۔①

① شرح السنة: (ص:٦٧)، نیز دیکھیں شرح السنة للمزنی (ص:٩٤۔ ٩٥)، لمعة الاعتقاد: (ص:٧٠۔ ٧٨)، کتاب الاعتقاد لأبی یعلی: (ص:٤٢)، أصول السنة لإمام أحمد: (رقم:٢٧)، صریح السنة لإمام الطبری: (ص:٣٨۔ ٣٩)، شرح أصول السنة لأبی زمنین: (رقم:١٨٤۔ ١٩٨)، وصیة الإمام أبی حنیفة: (ص:٤٣).

② سنن الترمذی:٣٧٦٣، وقال الترمذی:حسن

نبوت کے طریقہ پر خلافت صرف تیس سال رہی پھر شہنشاہیت قائم ہو گئی۔ (۸۹) ثم یکون ملکا عضوضا کا اسی طرف اشارہ ہے۔

ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے اور ان میں سے ہر ایک کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (۹۰)

---

(۸۹) اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:
"خلافت میری امت میں تیس سال رہے گی۔"①

(۹۰) امام المزنی فرماتے ہیں اور جمعہ کی نماز ان کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہیے اور نیک اور فاجر کے پیچھے ضروری ہے جب تک وہ بدعت سے پاک ہو اور بدعتی کے پیچھے نماز نہیں۔②

امام احمد فرماتے ہیں:
مسلمان حکمرانوں کی اطاعت وہ نیک یا برے ہوں۔"③

امام البربہاری (۳۲۹ھ) کہتے ہیں:
"عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک خلافت خاندان قریش میں رہے گی۔④

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"خلافت قریش میں رہے گی جب تک ان کے دو ہی کیوں نہ ہوں۔"⑤

نماز جنازہ کے بارے میں، اہل قبلہ کا نماز جنازہ ادا کرنا سنت ہے۔⑥

---

① مسند طیالسی: (۱۱۰۷)، مسند أحمد: (۵/ ۲۲۰-۲۲۱)، الاعتقاد للبیهقی: (۹۳۲، ۹۳٤، ۱۰٤۷)، شرح السنة للبغوی: (۱٤/ ۷٤- ۷۵)، عقیدة السلف و أصحاب الحدیث: (ص:۸٦)، نیز دیکھیں: الصحیحة: (۸۵، ٤۵۹، ۱۵۳٤، ۱۵۳۵).
② شرح السنة للمزنی: (ص:۹۸).
③ أصول السنة: (رقم:۳۱).
④ شرح اللسنه: (رقم: ۵۳ ص۷۵).
⑤ صحیح البخاری: (۳۳۱۰)، صحیح مسلم: (۱۸۲۰).
⑥ شرح السنة رقم: (٤۹ ص:۷۳).

سفر میں تین شب و روز اور مقیم کے لیے ایک رات اور دن موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ (۹۱)

جادو واقع ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیا پر اس کا چل جانا جائز ہے۔ (۹۲)

نظر کا لگ جانا بھی جائز ہے (۹۳)

---

(۹۱) امام سفیان ثوری نے اپنے شاگرد شعیب بن حرب سے کہا کہ جو کچھ میں نے آپ کو لکھوایا ہے وہ آپ کو اس وقت تک فائدہ نہیں دے گا جب تک تو المسح علی الخفین پر مسح کرنا سنت نہ سمجھے۔①

اسی طرح امام بربھاری کہتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔②

(۹۲) اس کی دلیل امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کا ذکر ہے۔③

امام قرطبی لکھتے ہیں:

''قرآن کریم اور سنت مطہرہ سے ایک سے زیادہ دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جادو کا وجود ہے۔''④

امام ابن قدامہ کہتے ہیں: ''جادو ایک حقیقت ہے۔''⑤

(۹۳) اس کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَيْنُ حَقٌّ»

''نظر کا لگ جانا حق ہے نیز آپ نے بدن کو گدوانے سے منع فرمایا۔''⑥

---

① شرح أصول الاعتقاد: (١/ ١٢٤، رقم:٣١٤).

② شرح السنة: (رقم:٤١ ص:٧٢).

③ صحيح البخاري: (٥٧٦٣).

④ شرح القرطبي على صحيح مسلم: (٦/٦).

⑤ المغني: (١٠/ ١٠٦).

⑥ صحيح البخاري: (٥٧٤٠).

امام وقت کے لیے نہ معصوم ہونا ضروری ہے اور نہ ہی تمام اہل زمانہ سے اعلیٰ اور افضل ہونا واجب ہے صرف کامل ولایت ہی کافی ہے کیونکہ امام مقرر کرنے سے شارع کے صرف دو ہی مقصد ہیں:

ا۔ مسلمانوں کے لیے حصول منافع اور دفع مفاسد کی تدبیر سوچنا، اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا، جن کے ذمہ واجب ہے ان سے لے کر مستحقین کو دینا، دنیا سے ظلم وفساد دور کرنے کے لیے فوجیں تیار کرنا اور ان کے لیے سامان حرب و ضرب مہیا کرنا، اسلامی ملکوں پر کفار کی یورش کو روکنا، سازوسامان اور فوجی طاقت کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرنا، سیاست میں پوری بصیرت اور قدرت رکھنا، حدود اسلام کی نگہداشت کرنا، ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا، لٹیروں، باغیوں اور ڈاکوؤں کو مغلوب کرنا، جمعہ جماعت اور عیدوں کا قائم کرنا، مختلف گروہوں میں ہونے والے، جھگڑوں کو نپٹانا، حق پر مبنی شہادات کو قائم کرنا، لڑکے لڑکیوں بیواؤں اور لاوارثوں کی شادی کا اہتمام کرنا اور غنیمتوں کو تقسیم کرنا وغیرہ

۲۔ (جو پہلے سے زیادہ اہم اور افضل ہے) شعائر دین کو قائم رکھنا، مسلمانوں کو صراط مستقیم کا پابند کرنا۔

نصوصِ شرعیہ کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔ (۹۴)

---

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ نظر حق ہے۔ ①

(۹۴) امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اگر کہا جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا فرمان کیوں نہیں مانتے؟ ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا

① سنن ابن ماجه: (۳۵۰۸)، مستدرك حاكم: (٤/ ٢١٥).

## مسائل اجتہاد

مجتہد کبھی خطاء کرتا ہے پھر بھی ایک اجر پاتا ہے اور کبھی ثواب کو پہنچتا ہے اور وہ اجر پاتا ہے۔ (۹۵)

---

خَلَقْنَا مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِينَا﴾. (یس:۷۱) اور اس کا کہنا ﴿خَلَقْتُ بِيَدِىٓ﴾ (ص:۷۵) اور وہ کہے کہ یہ مجاز ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالی کے کلام کا حقیقی اور ظاہر معنی لیا جائے گا، بغیر دلیل کے ان کے ظاہری معنی کو مجاز کی طرف نہیں پھیرا جائے گا'' ①

امام خطابی صفات کے بارے میں سلف کا موقف بیان کرتے ہیں کہ انھیں ظاہر پر محمول کیا جائے گا، تشبیہ کی نفی کی جائے گی اور تکییف کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ ②

امام صابونی نے بھی یہی کہا ہے ③

قاضی ابویعلی نے کہا کہ تاویل کے بطلان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ صحابہ، تابعین وغیرہ نے ان کو ظاہر پر محمول کیا ہے اور تاویل نہیں کی اور نہ وہ اصل معنی سے ہٹے ہی ہیں اور اگر تاویل جائز ہوتی تو وہ اس میں سبقت کرتے۔ ④

امام ابن عبدالبر، ابن قدامہ، ابن تیمیہ، جوینی، ابن قیم اور بہت سے ائمہ نے صفات کی تاویل نہیں کی بلکہ صفات کو اصلی معنی ہی پر رکھا ہے۔ ⑤

(۹۵) اس کی دلیل حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① الإبانة : (ص:۱۳۳).
② الغنيه عن الكلام و اهله ماخوذ العلو : (رقم:۱۳۷).
③ عقيدة السلف و اصحاب الحديث : (رقم:۳).
④ ابطال التاويل لاخبار الصفات قلمى : (ص:۲۱).
⑤ التمهيد: (۷/ ۱٤٥)، ذم التاويل: (ص:۱۱)، رسالہ اثبات استوى والفوقية (ص:۱۷٦-۱۸۳)، تحفة الاخوان فى صفات الرحمن:(ص:۳٦- ۳۸)، مختصر الصواعق المرسله:(ص:۳۷)، الكلام على الصفات:(ص:۱۹- ۲۰).

ہر مجتہد کی رائے درست نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے کہ حق صرف ایک ہے اور ایک ہی چیز میں مجتہدین کی آراء مختلف ہوتی ہیں، اہل سنت کے تمام مذاہب میں حق موجود ہے اور ہر مذہب کے بانی کو حق سے کوئی نہ کوئی حصہ ملا ہے مگر اہل حدیث کا مذہب دیگر تمام مذاہب سے زیادہ حق پر ثابت ہے، کیونکہ تمام مذاہب کی حق باتیں اس میں جمع ہو گئی ہیں۔ مقلد کا ایمان صحیح ہے لیکن استدلال چھوڑنے کی وجہ سے وہ گناہ گار ضرور ہے۔

## تقلید کا بیان

تقلید کا معنی دلیل معلوم کیے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا ہے۔ کسی روایت کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو تقلید نہیں کہتے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اصول دین میں تقلید کرنا منع ہے، جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اجتہاد واجب ہے، اختلافات میں مقلدین کی بجائے مجتہدین کا قول ہی معتبر ہوتا ہے، بقول ابن عبدالبر مقلدین بالاتفاق اہل علم کے دائرے سے خارج ہیں۔ ائمہ اربعہ نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع فرمایا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی تقلید کا لفظ نہیں سنا تھا، اور سنتے بھی کیسے؟ جب کہ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے «ثم یفشوا الکذب» پھر جھوٹ عام ہو جائے گا کا لقب عطا فرمایا ہے۔ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ایک عامی آدمی اپنے پیش آمدہ مسئلے میں کسی بھی عالم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دریافت کرتا تھا اور عالم

''جب قاضی کوئی فیصلہ کرتا ہے اور وہ درستی کو پہنچتا ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور جب وہ غلطی کرتا ہے تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ ①

① صحیح بخاري:(٧٥٣٢)، صحیح مسلم: (١٧١٦).

کتاب وسنت سے مسئلہ بتا کر اس کی راہنمائی کر دیتا تھا۔ یہ ہرگز تقلید نہیں ہے، بلکہ اس مسئلہ میں اللہ تعالی کا حکم اور حجت شرعی معلوم کرنا ہے۔ دلیل نہ ملنے کی صورت میں مجتہد کی رائے پر عمل کرنا درست نہیں ہے اس کے جواز کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے، کیوں کہ یہ منحوس تقلید نہ تو شرعی نیکیوں میں سے کوئی نیکی ہے اور نہ اللہ کی فرمانبرداریوں میں سے کوئی فرمانبرداری ہے۔ بلکہ یہ محض بدعت کی وادی میں سرگردانی اور شریعت مطہرہ پر ایک بیباکانہ جرات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقلد بے چارہ ہمیشہ خطرہ میں محصور ہے۔

## اسلام میں داخل ہونے کے لیے مجمل ایمان کافی ہے

سلف صالحین، ائمہ دین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے نزدیک اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایمان مجمل ہی کافی ہے، تفصیلی ایمان کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے، عقائد اسلام اور ایمان کی پہچان کو متکلمین ہی کے طریقہ میں محصور سمجھنا گمراہی او کتاب وسنت کے خلاف ہے، کیونکہ حق تو ایک ہے اور معین ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص شرعیہ اپنے ظاہر پر محمول ہیں، فلسفہ یونان کے دلدادوں اور اہل باطن کی طرح ظاہر کے خلاف دوسرے معنی مراد لینا الحاد ہے اور نصوص صریحہ کو رد کرنا کفر ہے کتاب وسنت میں سے بظاہر جو کچھ سمجھ میں آئے اور اس کا اطلاق عرف میں جائز ہو، اس کا عقیدہ رکھے، اگر کوئی چیز ظاہر میں جسمیت کو مستلزم بھی ہے، تب بھی ظاہر کے مطابق اس کا اعتقاد رکھنا چاہیے اور اس کے لازم متبادر سے بیزاری اختیار کرنا چاہیے اور اس کی مراد اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے سپرد کرنی چاہیے۔ (۹۶)

---

(۹۶) امام ربیع (۱۵۶ھ) فرماتے ہیں:

مسلمان کو چاہیے کہ جو صفات شریعت میں وارد ہوئی ہیں کسی دوسری چیز کے لزوم کے خوف سے ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے بولنے سے گریز نہ کرے قرآن و حدیث جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے آیا ہے اس کو بلا خوف تردید استعمال کرے، یہ طریقہ بعض مسائل میں قریبا ہر فرقے نے اختیار کیا ہے، چنانچہ اشاعرہ وغیرہ نے رویت باری تعالیٰ اور اس قسم کے دوسرے آخرت سے تعلق رکھنے والے مسائل میں تاویل کا راستہ بند کر دیا ہے اور جس طرح کتاب و سنت میں آئے ہیں بلا کیف بیان کیے ہیں، قبول کر لیے ہیں۔ معتزلہ حیات کی نفی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے اس قاعدے سے جسمیت لازم آتی ہے، پس لا محالہ بلا کیفیت ان صفات پر اس طرح ایمان لے آنا چاہیے جس طرح کہ یہ قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں وعلی هذا القیاس.

## صفات سے متعلق اہلِ حدیث کا عقیدہ: (۹۷)

مسائل صفات میں اہل حدیث جو اہل سنت کے پیشوا اور امام ہیں ہر باب

---

''استواء معلوم ہے اور کیسے ہوتا ہے سمجھ سے باہر ہے اور اللہ تعالیٰ پر بیان ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذمے اس کی تبلیغ کرنا ہے اور ہماری ذمہ داری ہے اس کی تصدیق کرنا ہے۔''①

(۹۷) امام صابونی کہتے ہیں کہ یقیناً اصحاب الحدیث، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور جو فوت ہو چکے ہیں ان پر رحم فرمائے۔ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی شہادت دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں اس کی صفات کے ساتھ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔②

---

① الأسماء والصفات للبيهقي:(ص:٥١٦)، شرح أصول اعتقاد للالكائى (ص:٦٥، ٨٠)، مجموع الفتاوى لابن تيمية:(٥/ ٣٦٥)، فتاوى حمويه (ص:٨).
② عقيدة السلف و أصحاب الحديث : (رقم:٣).

میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں، جو صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہو چکی ہے وہ ویسے ہی مانتے ہیں، اور عوام کے ذہن میں جو خلش پیدا ہوتی ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے تمام اہل اسلام کو انہی کی اقتداء کرنی چاہیے کیونکہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے متبع ہیں۔

أهل الحديث هم أهل النبي وإن
لم يصحبوا نفسه أنفاسه صحبوا

''اہل الحدیث ہی اہلِ نبی ﷺ ہیں، اگرچہ وہ بذات خود آپ ﷺ کی صحبت میں نہیں رہے، لیکن انھیں آپ ﷺ کے سانسوں (حدیثوں) کی صحبت میسر آئی ہے۔ (۹۸)

---

(۹۸) شیخ ابوالعباس احمد بن علی المقریزی (۸۴۵ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کو اہل عرب کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید میں ہیں، جنھیں روح الامین آپ کے دل پر لے کر نازل ہوا تھا، بیان فرمائی تھیں، آپ نے وہ صفات شہریوں اور دیہاتیوں سب کو بتائیں لیکن کسی نے بھی کسی صفت کا معنی رسول اللہ ﷺ سے نہیں پوچھا جیسا کہ ان کا دیگر مسائل، مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی ہیں کی بابت نبی کریم ﷺ سے سوال کرنا وارد نہیں ہے اور جیسا کہ انھوں نے احوال قیامت اور جنت وجہنم کے بارے سوالات کئے چنانچہ اگر کسی صحابی نے صفات باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کئے ہوتے تو وہ منقول ہوتے اور نبی علیہ السلام سے جواب بھی ثابت ہوتے جیسا کہ احکام حلال وحرام، ترغیب وترہیب، احوال قیامت اور فتن وغیرہ ثابت ہیں۔''①

---

① المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار: (٢/ ٣٥٦).

اس جماعت پر افسوس ہے جو قرآن وسنت میں وارد ہونے والے الفاظ پر ایمان لانے کو صرف اس لیے کفر جانتی ہے کہ اس سے جسمیت، مکان اور جہت کا وہم ہوتا ہے ان لوگوں کو نہ اللہ کا ڈر ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے ہی شرم آتی ہے۔ (۹۹)

کیونکہ جو شخص ظاہر نصوص پر ایمان لاتا ہے وہ اپنی طرف سے کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کرتا، آخرت میں اگر اس سے اس بات پر مواخذہ کیا جائے گا ظلم ہوگا اور آیت کریمہ:

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾.(آل عمران : ۱۸۲)

''بے شک اللہ بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہیں۔''

ظلم کی نفی کرتا ہے اپنی فاسد رائے سے چند عقائد مقرر کر لینا اور اس کے ماسوا کو کفر کہنا، اگرچہ ظاہر قرآن وحدیث اس پر دلالت ہی کرتا ہو، درحقیقت قرآن وحدیث کو غلط قرار دینے کے مترادف ہے۔ حق تعالیٰ نے بیان کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ افصح الناس تھے، اور آپ ﷺ نے ایسے الفاظ کیوں بیان کیے جن کے ظاہر کے مطابق اعتقاد کرنے سے کفر لازم آتا ہے حالانکہ آپ

(۹۹) ابو محمد الجوینی جو امام الحرمین الجوینی کے والد محترم ہیں اپنے اشاعرہ شیوخ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص اتنا کچھ پڑھ لینے کے باوجود ابھی تک اپنے معبود کی جہت کو نہیں پہچان پایا اور ایک بکریاں چرانے والی لونڈی (جس نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اللہ تعالی آسمانوں میں ہے) تم سے زیادہ اللہ تعالی کو جانتی ہے۔ تو پھر اس پڑھے لکھے شخص کا دل ہمیشہ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھٹکتا رہے گا جو معرفت ایمان کے انوار سے کبھی منور نہیں ہو سکے گا۔①

① مجموعه رسائل المنيريه : (۱/ ۱۸۵).

سب لوگوں فصیح اللسان تھے۔ یہ جرات ایک ایسی قوم نے کی ہے کہ بچہ ان میں جوان ہو، جوان بوڑھا ہو گیا، اور عادت جو طبیعت ثانی ہوتی ہے اس سے مل گئی، مگر وہ اندھوں اور بہروں کی طرح اس طرح یقین کر بیٹھے اور اپنے ایمان کو ضائع کر دیا۔ (۱۰۰)

---

(۱۰۰) امام اوزاعی نے کہا کہ میں نے امام زہری سے آیات صفات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا کہ ان کو اسی طرح رہنے دو۔①

ابو لبید بن مسلم نے کہا کہ میں نے مالک، اوزاعی، لیث اور سفیان ثوری سے صفات باری تعالی کے متعلق وارد آیات کے متعلق پوچھا۔ ان سب نے کہا کہ ان کو ویسے ہی رہنے دو جیسے وارد ہوئی ہیں ان کی کیفیت نہ پوچھو۔②

امام احمد نے کہا کہ ان احادیثِ صفات کو اسی طرح رہنے دینا چاہیے جس طرح وارد ہوئی ہیں۔ ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں ان کو کسی کے مشابہ قرار نہیں دیتے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔③

امام ترمذی نے کہا کہ ایک سے زیادہ اہل علم کی رائے ہے کہ احادیث صفات کو اسی طرح جاری رکھیں گے، کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دیں گے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اہل علم ان کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں انھیں تسلیم کرتے ہیں کسی وہم کا شکار نہیں ہوتے اور نہ کسی کی کیفیت کا سوال کرتے ہیں، امام مالک، سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک سے یہی منقول ہے کہ وہ صفات کو بلا کیفیت تسلیم کرتے ہیں اور اہل السنہ والجماعہ کا بھی یہی قول ہے۔ جہمیہ ان صفات کو تشبیہ قرار دے کر انکار کرتے ہیں۔ اسحاق بن راھویہ کہتے ہیں کہ تشبیہ تو تب ہو

---

① شرح أصول اعتقاد أهل السنة: (۳/ ۴۳۰)، ذم التاويل لابن قدامة المقدسی (ص:۱۸).

② الشريعه: (ص:۱۳۴).

③ مناقب إمام أحمد: (ص:۱۵۵-۱۵٦).

اللہ تعالی ان کی تقلید سے بچائے یہ ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی اقتداء کی جائے خواہ وہ لوگوں کی نظروں میں اعلم زمان اور شیخ المشائخ ہی کیوں نہ ہوں، بخدا اللہ تعالی عادل ہے وہ اس شخص سے ہرگز ناراض نہ ہوگا جو ظاہر قرآن پر ایمان لے آئے، اس کا عدل قطعا ظلم کا تقاضہ نہیں کرتا خصوصاً جب کیفیت بیان کیے اور تشبیہ دیے بغیر قرآن و حدیث کے ظاہر پر ایمان لانا، بجز متکلمین اور یونان کے مقلدین کے جمیع صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کا مذہب ہے، اگر کوئی اس ایمان پرست اور حق دوست جماعت کے خلاف ایک حرف بھی ثابت کرنے کی کوشش کرے گا، تو ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ (۱۰۱)

---

جب ہم کہیں کہ اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ جیسا ہے اور اس کا سننا ہمارے سننے جیسا ہے۔①

(۱۰۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔②
اس جماعت سے مراد قرآن وحدیث کے متبع سلفی لوگ ہیں۔

علامہ مناوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ''اس حدیث میں واضح معجزہ ہے کہ اہل سنت موجودہ وقت تک ہر دور میں نمایاں اور واضح رہے ہیں۔ جن بدعات کی مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں مثلا معتزلہ، خوارج، رافضی وغیرہ اس وقت سے ان فرقوں میں سے کسی کی حکومت قائم نہیں ہوئی، نہ ہی ان کی قوت برقرار رہی ہے بلکہ جب بھی انھوں نے جنگ کے لیے آگ بھڑکائی ہے اللہ تعالی نے اسے کتاب وسنت کے نور سے بجھا دیا ہے۔ یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے۔''③

علامہ ابو شامہ لکھتے ہیں: جہاں بھی جماعت کو لازم پکڑنے کا کہا گیا ہے اس سے

---

① سنن الترمذي: (۳/ ٤٢).
② صحيح مسلم: (۲۲٥).
③ فيض القدير: (٦/ ۳۹٥).

## خواب کا بیان:

اللہ تعالی کی طرف سے خواب میں کسی چیز کا نظر آجانا برحق ہے بشرط یہ کہ دیکھنے والے نے کوئی پریشان خواب نہ دیکھا ہو۔ خواب کی تعبیر بھی حق ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے اور مسلمان کا خواب وحی کا ایک جز ہے۔ خواب کا انکار کرنے والا جاہل ہے۔ دین میں جھگڑنا، تقدیر میں لڑنا اور حق میں بے فائدہ بحث و تکرار کرنا بدعادت ہے۔

## احادیث صحیحہ پر عمل کرنا واجب ہے:

ان احادیث صحیحہ کا جو آنحضرت ﷺ تک باسند صحیح پہنچ جائیں انھیں قبول کرنا واجب ہے اور ان کے تسلیم کرنے میں چوں و چراں کرنا بدعت ہے۔ شیطان کا انسان کے دل میں وسواس پیدا کرنا صحیح ہے۔ اللہ تعالی کے احکام پر صبر کرنا، اس کے امر و نہی کو قبول کرنا، اس کی رضا مندی کے لیے اخلاص سے عمل کرنا، اہل اسلام کی خیر خواہی کو اپنا شیوہ بنانا، اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول رہنا، کبائر سے بچنا، قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث کی کتابت میں مصروف رہنا، عجز وانکساری کے ساتھ ان میں نظر کرنا، اللہ تعالی کی طرف سے مخلوق پر ان دو قائم شدہ عملوں کی محبتوں کے مطابق عمل پیرا ہونا، اللہ تعالی کے بندوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا، اور دوسروں کی ایذا رسانی سے باز رہنا واجب ہے، تجارت صحیح اور کسب

---

مراد ہے: حق کو لازم پکڑنا اور اس کی اتباع کرنا ہے اگرچہ اس حق کو اپنانے والے کم اور اختلاف کرنے والے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ①

طائفہ منصورہ کے متعلق محدثین کے اقوال شیخ سلیم الہلالی ﷾ نے اپنی کتاب (اللآلی المنثورہ فی أوصاف الطائفة المنصورة) میں جمع کر دیے ہیں۔

① الباعث علی إنکار البدع والحوادث: (ص:٢٢).

حلال کو حرام قرار دینا حماقت و نادانی ہے۔ اس کے برعکس اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے کسب حلال سے رزق حاصل کرنا واجب ہے اور اس کو چھوڑنا مذہب اور دین کے خلاف ہے۔

## میزان کا ہونا

قیامت کے دن میزان (۱۰۲)

---

(۱۰۲) روز قیامت نیکیوں اور گناہوں کو تولنے کے لیے ترازو کا ہونا برحق ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس کی کیفیت کو ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں اس کے پیچھے پڑنے کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں اس کا کئی ایک مقام پر ذکر ہے، مثلا (النساء:٤٧، الأعراف:٨-٩، المؤمن:١٠١-١٠٣، القارعه:٦-١١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الحمدلله ترازو کو بھر دیتا ہے۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''دو کلمے اللہ تعالی کے ہاں بہت محبوب ہیں، زبان پر آسان ہیں اور ترازو میں بہت وزنی ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔'' ②

میزان پر ہمارا ایمان ہے اس پر اس قدر زیادہ دلائل ہیں ایک جز لکھا جا سکتا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

والإيمان بالميزان يوم القيامة .

''قیامت کے دن ترازو پر ایمان لانا۔'' ③

امام ابوبکر بن ابی داود السجستانی کہتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے منکر نکیر کا انکار نہ کرنا، نہ حوض کا اور نہ ہی میزان کا، اور یہ آپ کو اچھی طرح نصیحت کی جا رہی ہے۔ ④

---

① صحيح مسلم:(٢٢) ② صحيح بخاری: (٧٥٦٣)، صحيح مسلم: (٢٦٩٤).
③ أصول السنة: (ص:٢٣). نیز دیکھیں: الشريعه للآجرى:(ص:٣٨٣)، السنة لابن أبى عاصم: (ص:٣٤٧).
④ المنظومة الحائية: (رقم:٢٩).

اعمال کا وزن (۱۰۳)، پل صراط (۱۰۴) اور سوال و جواب (۱۰۵) وغیرہ

(۱۰۳) اس عقیدے کی بنیاد میزان پر ہے۔ امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ میزان کے دو پلڑے ہوں گے، ایک میں انسان کے اعمال رکھے جائیں گا اور ان کا وزن کیا جائے گا۔ پھر انھوں نے سورۃ المومنون کی آیات ۱۰۲۔۱۰۳ ذکر کی ہیں۔①

(۱۰۴) یہ بھی عقیدے کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کے برحق ہونے پر ہمارا ایمان ہے۔

امام ابن ابی زید القیر وانی کہتے ہیں کہ یقیناً پل صراط برحق ہے۔ لوگ اس پر اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ کچھ نجات پا جائیں گے اور پل صراط سے آسانی سے گزر جائیں گے اور کچھ پل صراط سے نہیں گزریں گے اور جہنم میں چلے جائیں گے۔②

پل صراط کا ذکر احادیث میں بھی آتا ہے۔ ایک مفصل حدیث (صحیح بخاري: (٨٠٦)، صحیح مسلم: (٢٩٩) میں ہے، نیز دیکھیں: صحیح بخاري: (٢٤٤٠)، صحیح مسلم: (١٦٣).

(۱۰۵) اہل السنہ اللہ تعالیٰ کے لیے کلام کا اثبات کرتے ہیں اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

سوال وجواب کے متعلق ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص سے حساب لیا جائے گا اسے یقیناً عذاب دیا جائے گا امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: عنقریب آسان حساب لیا جائے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسان حساب سے مراد ہے اعمال کا بندوں پر پیش کیا جانا مگر جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ ضرور ہلاک ہو جائے گا (مناقشہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا پوچھنا کہ گناہ کیوں کیا ہے؟"③

---

① لمعة الاعتقاد (ص:۷۷ مع شرحه) نیز دیکھیں: أصول السنة للإمام أحمد (رقم:٢٩).

② مقدمه ابن أبی زید القیروانی: (رقم:٢٠).

③ صحیح بخاري: (١٠٣)، صحیح مسلم: (٢٨٧٦).

امور حسیہ سے ہوں گے۔ معانی و اعراض، جسم اور جواہر کی صورت اختیار کر لیں گے، چنانچہ نیکوکار مومنوں کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیے جائیں گے اور کفار و فجار کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے دیے جائیں گے۔ (۱۰۶)

## تقوی کی اہمیت:

جب ان عقائد سے جو کتاب وسنت کا نچوڑ ہیں شاہدِ ایمان کا چہرہ نورانی ہو جائے تو اب طالب نجات کو یہ چاہیے کہ وہ تقوی و پرہیز گاری کو، جو بد اعمال کی بنیاد ہے، اختیار کرے اور جس کام کو پیش نہاد خاطر رکھتا ہو، اس میں اس تقوے سے انحراف نہ کرے۔ کتاب اللہ کی وہ آیات جو تقوے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں ڈیڑھ سو سے

(۱۰۶) اس کے دلائل قرآن مجید میں موجود ہیں۔ (الانشقاق: ۷۔۱۱، الحاقۃ: ۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین مواقع ایسے ہیں جن میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، اعمال کے وزن کے وقت حتی کہ وہ جان لے کہ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا ہلکا ہے۔ جب اعمال نامہ تقسیم کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں ملا ہے یا پیچھے سے بائیں ہاتھ میں اور پل صراط کو عبور کرتے وقت یہاں تک کہ وہ پل صراط عبور کر لے۔ ①

نیز دیکھیں: (الحاقۃ: ۱۹، ۲۵، ۲۶)۔

امام ابن ابی زید القیروانی کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی آئیں گے اور فرشتے بھی قطاروں میں (آئیں گے) تاکہ لوگوں کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کریں اور اللہ ان سے سارا حساب لے۔ ②

① سنن أبی داود: (٤٧٥٥)، شیخ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

② مقدمہ ابن أبی زید القیروانی: (رقم:١٩).

زیادہ ہیں اور چالیس سے زیادہ آیات میں تقوے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱۰۷)

خصائلِ خیر میں ذکر وثنا کے اعتبار سے کوئی چیز تقوے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی تقوے کے بارے میں تفصیل خیر بیان ہوئی ہے۔ (۱۰۸)

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

جو شخص متقی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا محبّ ولی اور مزکی و ناصر رہتا ہے، اس کے لیے حسنِ عاقبت اور حسنِ مآب مہیا ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے، اس کے حق میں جنت کا وعدہ ہے، یہ تقوی اس کا زادولباس ہے۔

ثواب، دفع کید، امداد، مغفرت، رحمت، گناہوں کے کفارے اور حصول برکات کی شرط اور سبب ہے اور حق باطل کے درمیان ایک تفرقہ اور فرق ہے، تنگی معاش سے خروج اور رزق کا اس جگہ سے ملنا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور یہ

(۱۰۷) ان آیات میں سے چند یہ ہیں (النساء:۱۳۱، البقرہ:۲۱، آل عمران: ۱۰۲، المومنون:۵۱۔۵۲، الأحزاب:۱، ۵۵)

(۱۰۸) سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو تقوی اختیار کرو، برائی کے بعد نیکی کرو، نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ ①

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے خطبہ دیتے وقت سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

''اپنے رب کا تقوی اختیار کرو، پانچ نمازیں ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ دو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' ②

① سنن الترمذی: (۲۰۵۳)، امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح اور شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

② سنن الترمذی: (٦٦٦)، الصحيحه: (٨٦٧).

اس کے لیے اجرِ عظیم، صلاحِ عمل، فلاحِ حال اور شکر کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تقوے میں ایک دوسرے کے معاون رہیں۔ جو شخص اس تقوے کا حکم دیتا ہے اس کی مدح کی ہے اور سارے اولین وآخرین کو اسی تقوے کی وصیت کی ہے۔ اگر طالب نجات اور سالک سبیل آخرت طلبِ سکون کے دعوے میں سچا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ تقوی پر قائم رہے اور ایسے انداز میں اس کا شیفتہ و فریفتہ ہو کہ پھر کوئی چیز اسے تقوے سے نہ روک سکے، اگرچہ سارے جن وانس اس کے خلاف جمع ہو جائیں۔

## شیطان کی عداوت:

شیطان انسان کا ایک قوی دشمن ہے، اس کی فریب کاریوں سے کتاب و سنت کے توسل کے بغیر امن حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ (۱۰۹)

نفس امارہ شیطان کا خادم ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اسے کھینچ لیتا ہے (۱۱۰)

(۱۰۹) اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾. (فاطر:۵)

''بے شک شیطان تمھارا دشمن سو تم اسے دشمن سمجھو۔''

نیز دیکھیے: (البقرہ: ۱۰۹، ۱۶۸، الکہف: ۵۰)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک خط کھینچا ایک خط اس کے دائیں طرف اور ایک اس کے بائیں طرف کھینچا اور فرمایا: یہ شیطان کے رستے ہیں اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ درمیانی لکیر پر رکھا اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ ......﴾ ①

(۱۱۰) جس شخص نے اپنے قول وعمل کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی تو وہی

① السنة لابن أبی عاصم: (ح:۱٦)، شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے ظلال الجنة (ص:۱۲).

آدمی کو تقوے کی ظاہری صورت دکھا کر تقوے کے معنی سے عاری کر دیتا ہے جس طرح کہ اکثر اہل دعوی کے حالات سے ظاہر ہے، لہٰذا مکائدِ نفس سے بھی پرہیز کرنا ضروری اور لازم ہے۔

## تقوے کا معنی ومفہوم:

تقوے کے معنی کو خوب پہچان لینا چاہیے، تاکہ اس کا استعمال آسان ہو جائے۔ لغوی لحاظ سے تقوی پرہیز گاری کو کہتے ہیں، جبکہ شریعت میں اس کے ایک عام معنی ہیں اور ایک خاص۔ (۱۱۱)

---

اللہ عزوجل کے سیدھے راستے پر گامزن ہے اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جس نے اس کی مخالفت کی خواہ قول میں یا عمل میں تو وہ بدعتی ہے اور شیطان کا راستہ اپنانے والا ہے اور ان کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہے جن کے لیے اللہ تعالی نے جنت، مغفرت اور احسان کا وعدہ فرمایا ہے۔①

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوئے کہ شیطان نے اللہ تعالی سے اس طرح کہا: اے میرے رب! تیری بزرگی کی قسم میں مسلسل تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں باقی رہیں گی۔ تو اللہ تعالی نے کہا: مجھے میری بزرگی اور عظمت کی قسم جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں انھیں معاف کرتا رہوں گا۔②

(۱۱۱) تقوی کی لغوی تعریف: عربی زبان میں تقوی کے معنی بچنے، ڈرنے اور متنبہ رہنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے:

اتقيت الشيء و تقيته، اتقيه تقى و تقية وتقاء.

---

① ذم الوسواس لابن قدامة : (ص:٤٦۔٤٨).

② مستدرك حاكم :(٤/ ٢٦١)، شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ صحيح الجامع:(١٦٥٠)

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''فلاں چیز سے بچ کر رہا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾. (المدثر:٥٦)

''وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور لائق ہے کہ بخش دے۔''

اللہ تعالیٰ اس کا مستحق ہے کہ اس کے عذاب سے بچا جائے اور اس کی ذات اس لائق ہے کہ ایسا عمل کیا جائے جو اس کی بخشش تک پہنچانے کا سبب ہو۔①

علامہ ابوالحسن علی بن اسماعیل النحوی (ت:۴۵۸) نے کہا:

''تقوی اصل میں دو چیزوں کے درمیان پردہ کرنے کو کہتے ہیں۔''

اور علامہ اصمعی نے کہا:

''بغض وعداوت اور کینہ پروری سے صاف دل والے انسان کو متقی کہتے ہیں۔''②

امام فخر الدین رازی نے متقی کی تعریف یوں کی ہے:

''متقی لغت میں اسم فاعل کا صیغہ ہے جو انتہائی حفاظت کرنے والے پر بولا جاتا ہے۔''③

امام راغب اصفہانی نے کہا:

''خوف زدہ چیز سے اپنے آپ کو بچانے کو تقوی کہتے ہیں۔''④

**تقوی کی اصطلاحی تعریف:** بندہ اپنے اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس کے درمیان بچاؤ کا ایک ذریعہ بنائے جو اسے اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھے اور وہ اللہ کے احکام کی بجا آوری کرے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔⑤

---

① لسان العرب: (١٥/ ٤٠٢)، القاموس المحيط:(١٧٣١).

② المخصص: (١٣/ ٩٣-٩٤).

③ التفسير الكبير للرازي:(٢/ ٢٠). ④مفردات القرآن: (٥٥٢).

⑤ جامع العلوم والحكم:(١/ ٣٤٨)، جامع البيان عن تأويل القرآن:(٢/ ١٨١).

عام معنی اس چیز سے اجتناب کرنا جو آخرت میں مضر ہو، یہ صورت زیادت اور نقصان کو قبول کرتی ہے، اس کا ادنی درجہ یہ ہے کہ جو چیز سالک کو حق باری تعالیٰ سے باز رکھنے اور منقطع اِلی اللہ ہونے سے مانع ہو اس سے گریز کرے، اسے حقیقی تقویٰ کہتے ہیں، چنانچہ آیت کریمہ:

﴿اِتَّقُوا اللّٰہِ حَقَّ تُقٰتِہ﴾.(آل عمران: ۱۰۲)

''اللہ سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔''

سے یہی تقویٰ مراد ہے (۱۱۲)

اور دوسرا تقویٰ شرع میں مشہور ہے۔(۱۱۳) جب تقوے کا اطلاق کیا جاتا ہے

---

امام فخر الدین رازی نے تقوی کی تعریف بڑی تفصیل سے کی ہے۔①

امام راغب اصفہانی نے کہا: عرف شرعی میں اپنے نفس کو گناہ میں واقع کرنے والے امور سے بچانے کا نام تقوی ہے۔②

(۱۱۲) علامہ آلوسی بغدادی کہتے ہیں:

''شریعت کے مطابق اپنے آپ کو آخرت سے نقصان دہ چیزوں سے بچانے والے کو متقی کہتے ہیں۔''③

امام ابن عطیہ اندلسی متقین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکام الٰہی بجا لاتے ہیں اور اس کی نافرمانیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں تو یہ تقوی اللہ تعالی کے درمیان اور ان کے گناہ کے درمیان ڈھال بن جاتا ہے۔''④

(۱۱۳) جلیل القدر صحابی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تقوی یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اس کو یاد کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے اور اس کا

---

① دیکھیے: التفسیر الکبیر للرازی: (۲/ ۲). ② مفردات القرآن: (ص۵۵۲).

③ تفسیر روح المعانی: (۱/ ۱۵۸).

④ المحرر الوجیز المعروف تفسیر ابن عطیه: (۱/ ۱٤٤).

اور کوئی قرینہ موجود نہیں ہوتا تو اس سے یہی تقوی مراد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو ہر چیز سے بچائے جس سے وہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ چیز قول ہو یا فعل یا ترک۔ اس تقوے میں کبائر سے اجتناب کرنا لازم ہوا اور صغائر میں قدرے اختلاف ہے۔ (۱۱۴)

یہ تقویٰ تب ہی حاصل ہوتا ہے جب منکرات اور امور منہیہ سے اجتناب کرے اور معروفات اور امور ماموره کو بجا لائے۔ ان منکرات اور معروفات کا ہر ایک عضو سے تعلق ہے۔ لہٰذا طالب نجات کو چاہیے کہ وہ ان چیزوں کی طرف آنکھ نہ اٹھائے جن کی طرف دیکھنا منع ہے، ایسی چیز پر کان نہ لگائے جس کا سننا حرام ہے، وہ اسی چیز کو نہ پکڑے جس کا پکڑنا گناہ ہے، وہ نہ کھائے جس کی اجازت نہیں ہے، وہ نہ پیے جس کا پینا ناجائز ہے، بے فائدہ اور بے ہودہ بات منہ سے نہ نکالے، وہ راستہ نہ چلے، جس سے منع کیا گیا ہے، وہ نہ پہنے جس کا پہننا حرام ہے۔ ایسے ہی وہ حرام سجدے سے بچے اور اپنی شرمگاہ کو محرمات میں استعمال نہ کرے۔ وعلى هذا القياس.

## اصلاحِ قلب اور اس کی اہمیت:

منکرات میں سے اعظم اور بڑا منکر انسان کا دل ہے (۱۱۵) کیونکہ اس کے

---

شکر یہ ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے۔①

(۱۱۴) علامہ آلوسی نے تقویٰ کے مراتب بنائے ہیں: مثلا (۱) شرک سے اجتناب (۲) کبیرہ گناہوں سے کنارہ کشی (۳) صغیرہ گناہوں کو ترک کر دینا......۔②

(۱۱۵) دل پر گناہوں کا نقصان اس طرح ہے جس طرح زہر کا نقصان جسم پر ہے اور دنیا

---

① المعجم الكبير للطبراني: (۹/ ۲۹ ح:۸۵۰۲)، مستدرك حاكم: (۲/ ۲۹٤)، نیز دیکھیں: الجامع لاحكام القرآن للقرطبي: (٤/ ١٦٦).

② تفسير روح المعاني: (١/ ١٠٨).

فساد و بگاڑ سے سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کی اصلاح کرنا تمام اشیا سے زیادہ اہم ہے، کیوں کہ سارے اعضاء اسی کے تابع ہیں۔ دل کا فساد اخلاق سیئہ سے ہوا کرتا ہے اور اس کی اصلاح اخلاق حسنہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ ہر بدعت کو اس کے مقابل نیک عادت سے تبدیل کرے۔

چنانچہ وہ کفر کو ایمان سے، نفاق کو اخلاص سے، غضب کو رضا سے، اشتغال بالغیر بالحق سے تبدیل کرے۔ علی ہذا القیاس۔ جب ہر کام میں تقویٰ مدنظر ہوگا تو رفتہ رفتہ یہ منکرات معروفات سے بدل جائیں گی اور بد عادتیں نیک خصلتوں کے ساتھ بدل جائیں گی۔ فضائل حاصل ہوں گے اور رزائل ایک ایک کر کے دور ہو

---

وآخرت میں بھی برائی یا بیماری ہے اس کا سبب گناہ ومعاصی ہی ہیں۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَاتَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ﴾. (الحج:٤٦)

”درحقیقت ان کی آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں چھپے دل بے نور ہو جاتے ہیں۔“

مشہور حدیث میں ہے کہ اگر دل درست ہے تو تمام جسم بھی درست ہے اور اگر دل خراب ہے تو سارا دن بھی خراب ہے۔ ②

امام شافعی فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد محترم امام وکیع سے شکایت کی اپنے حافظے کی خرابی کی تو انھوں نے مجھے گناہوں کو چھوڑنے کا کہا اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور کسی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔ ③

---

① الجواب الكافي لابن القيم: (٨٤).

② صحيح بخاري: (٢٠٥١)، صحيح مسلم: (١٥٩٩).

③ ديوان الشافعي: (١٨٨).

جائیں گے۔ پھر تھوڑا تھوڑا کر کے اشتغال بالغیر کم ہونے لگے گا اس کی بجائے اشتغال بالحق قوت پکڑے گا۔ (۱۱۶)

یہاں تک کہ دل اشتغال بالغیر سے بالکل نجات پا جائے گا اور اللہ تعالی کے ساتھ پوری پوری وابستگی ہو جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ معرفت حقیقی کا دریچہ دل پر کھول دیں گے اور بطریق علم جو کچھ بھی معلوم کیا ہے وہ سب کچھ بطور

(۱۱۶) کفر، نفاق اور فسق کی شاخوں سے دور رہنا کیونکہ ایمان کے لیے ایمان کو تقویت پہنچانے اور اس میں اضافہ کرنے والے تمام اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے اسی طرح اضافہ اور تقویت سے مانع اور اس کے آڑے آنے والے امور کو دور کرنا بھی ضروری ہے، یعنی گناہوں کو ترک کرنا، ماضی میں سرزد ہوئے گناہوں سے توبہ کرنا، حرام چیزوں سے تمام اعضا و جوارح کی حفاظت کرنا، ایمانی علوم میں قادح اور انہیں کمزور کرنے والے شبہات کے فتنوں نیز ایمان کے ارادوں کو کمزور کردینے والی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔①

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ . (یونس:٦٣)

''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہیں۔''

اور ارشاد باری تعالی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ . (النحل:٧)

''جو مرد و عورت نیک عمل کریں گے دراں حالیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے یقیناً اچھی زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ انھیں دیں گے۔''

① دیکھیے: مدارج السالکین لابن القیم: (٣/ ١٧)، التوضیح والبیان لشجرة الإیمان للسعدی: (٤٠ـ ٦٣).

کشف وعیان کے مشاہدہ ہونے لگے گا، استدلال بداہۃً ہوجائے گا اور کتاب وسنت میں جو کچھ ہے اس کی طرف زیادہ مائل ہو جائے گا۔ اس کی حقیقت کا اعتقاد ترقی پکڑنے لگے گا اور بدعت اور اہل بدعت سے انحراف کرے گا، عبادات اور معاملات کو رائے اور قیاس سے دور رہتے ہوئے براہ راست شرع مبین سے اخذ کرے گا۔

دادیم تراز گنج مقصود نشان

گرما نرسیدیم تو بارے برسی

ہم نے تجھے مقصود کے خزانے سے ایک نشانی اور علامت بتادی ہے، اگر ہم اس تک نہیں پہنچ پائے تو ایک دفعہ اس تک پہنچ جانا۔

اس مختصر کلام کا نام ''رسالہ نجاتیہ'' ہے۔ وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين.

---

ہم اس رسالے کی شرح وتحقیق سے 24 ستمبر 2015ء کو فارغ ہوئے والحمدللہ علی ذلک۔ اللہ تعالی ہمارے اس چھوٹے سے عمل کو قبول فرمائے اور مزید کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد إبراهيم بن بشير الحسينوى

أبوخزيمة عمران معصوم أنصارى

# مراجع ومصادر

قرآن مجید۔

## کتب تفسیر:

المحرر الوجيزالمعروف تفسير ابن عطيه
مفردات القرآن
تفسير ابن كثير
التفسير الكبير للرازي
تفسير روح المعانی للآلوسی
جامع البيان عن تاويل القرآن
الجامع لاحكام القرآن للقرطبی
تفسير مظهری
تفسير الطبری

## کتب حدیث:

موطا امام مالك
مصنف ابن ابی شيبه
مصنف عبدالرزاق
مسند احمد
صحيح بخاری

صحیح مسلم
سنن ابی داود
سنن الترمذی
سنن النسائی
سنن ابن ماجه
المعجم الکبیر للطبرانی
مسند طیالسی
صحیح ابن حبان
شرح السنة للبغوی
مستدرك الحاکم
المعجم لابن المقری
السنن الکبری للبیهقی
سنن الدارمی
الفواد المنتقاة لابن ابی الفوارس
سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی
مجمع الزوائد للهیثمی
صحیح الجامع الصغیر للالبانی

## کتب شروح حدیث:

شرح حدیث النزول لابن تیمیه
جامع العلوم والحکم لابن رجب
فتح الباری لابن حجر
شرح القرطبی علی صحیح مسلم
فیض القدیر لمناوی

التمهید لابن عبدالبر
ظلال الجنة للالبانی
تقریر ترمذی لمحمود الحسن

## کتب عقیدہ:

التوحید لابن خزیمه
الشریعه للآجری
مقدمه ابن ابی زید القیروانی
الرد علی الجهمیه للدارمی
السنة لابن ابی عاصم
الرد علی بشر المریسی
منهاج السنة لابن تیمیه
رساله اثبات استوی والفوقیة
شرح السنة لبربهاری
شرح السنة للمزنی
الاعتقاد للبیهقی
وصیة الامام ابی حنیفه
صریح السنة للطبری
شرح اصول السنة لابی زمنین
تحفة الاخوان فی صفات الرحمن
مختصر الصواعق المرسلة لابن قیم
الکلام علی الصفات
لمعة الاعتقاد
اجتماع جیوش الاسلامیه لابن قیم

فصل فی اعتقاد بیان اھل الایمان لابن طاھر المقدسی
العلو للذھبی
تلبیس الجھمیہ لابن قیم
کتاب الصفات العلو للمقدسی
اصول السنة لامام احمد
المنظومة الحائیة
المعتزلة و اصولھم الخمسة
المشابھة بین المعتزلة الاوائل والمعتزلة الجدد
اعتقاد اھل السنة لاسماعیلی
الاعتقاد لابی یعلی
انتقاد الرجیح لنواب صدیق حسن
الزناد فی شرح لمعة الاعتقاد
عقیدہ اسماء و صفات لابن عثمین
الاحتجاج بالآثار السلفیہ علی اثبات الصفات الالھیہ والرد علی المفوضہ والمشبھة والجھمیة للشیخ عادل آل حمدان
الرد علی من انکر الحرف والصوت للسجزی
تنزیہ الذات والصفات عن درن الالحاد والشبھات لمحمد بن حسن عطاس
الابانہ عن اصول الدیانہ لابی الحسن الاشعری
خلق افعال العباد للبخاری
السنة لعبداللہ بن احمدبن حنبل
نقض الدارمی
قصیدہ نونیہ لابن قیم

عقیدة الفرقة الناجیة لعبدالحق الهاشمی
تمهید الاوائل فی تلخیص الدلائل
اللآلی المنثوره فی اوصاف الطائفة المنصوره لسلیم الهلالی
الباعث علی انکار البدع والحوادث لابی شامه
الجواب الکافی لابن قیم
الاسماء والصفات للدارقطنی
عقیدةُ عبدالغنی المقدسی
الابانة الکبری لابن بطه
مفتاح دارالسعادة
العواصم والقواصم
لوامع الانوار
التذکره للقرطبی
الاسماء والصفات للبیهقی
ذم الوسواس لابن قدامه
الغنیة عن الکلام واهله
رسالة الی اهل الثغر
ابطال التاویل لاخبارالصفات
عقیدة السلف واصحاب الحدیث للصابونی
التوضیح والبیان لشجرة الایمان للسعدی
شرح العقیدة الطحاویة لابن ابی العز الحنفی
شرح اصول اعتقاد اهل السنة
مجموعه رسائل عقیده لنواب صدیق حسن خان
ام البراهین

فتاوی حمویہ لابن تیمیہ
منہج الاشاعرہ فی العقیدہ
الشرح والابانہ لابن بطہ
الرد علی الاشاعرہ والمعتزلہ

## کتب سیر وتراجم:

کاروان سلف
تاریخ طبری
میزان الاعتدال للذہبی
سیر اعلام النبلاء للذہبی
لسان المیزان لابن حجر
الوافی بالوفیات
طبقات الحنابلة
مناقب احمد
حلیة الاولیاء لابی نعیم
تقصار جنودالاحرار
مآثر الکرام
نزہة الخواطر
تراجم علماء حدیث
تراجم علماء مبارکپور
مشاہیر کاکوری
وصیت نامہ
معارف

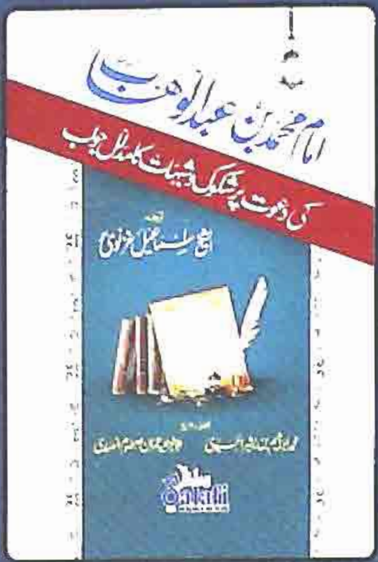
اتحاف النبلاء
نفح الطيب
سرور آزاد

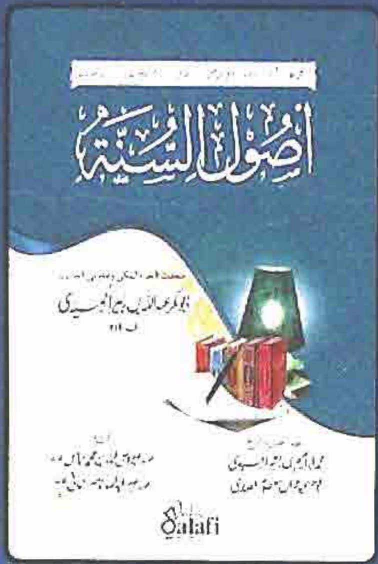
## کتب لغت:

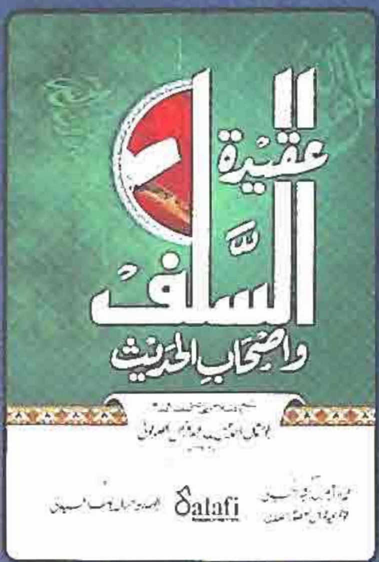
لسان العرب
القاموس المحيط
المخصص

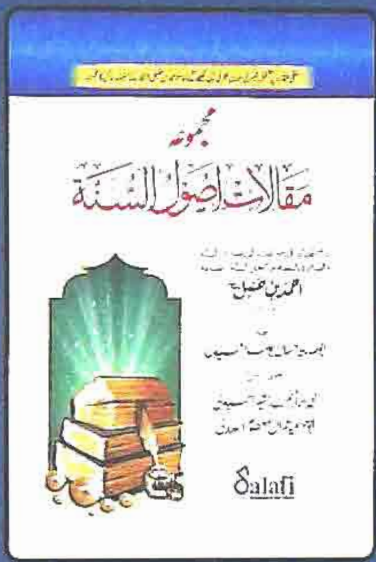
## متفرق کتب:

مدارج السالكين لابن قيم.
مجموع الفتاوی لابن تیمیه
ديوان الشافعى
مجموعه رسائل المنيرية
المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار لاحمد بن على المقريزى
المغنى لابن قدامه
نور السنة لمحمد فاخر اله آبادى
البدية والنهاية لابن كثير
الملل والنحل
الكلام المفيد لسرفراز صفدر
نتائج التقليد لحكيم اشرف سندهو




**United Kingdom**
Suite M0162, 265-269 Kingston Road Wimbledon,
London SW19 3NW +447497261845
+92 302 4056 187 حسین خانوالا ہٹھاڑ تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان

Salafi
RESEARCH INSTITUTE